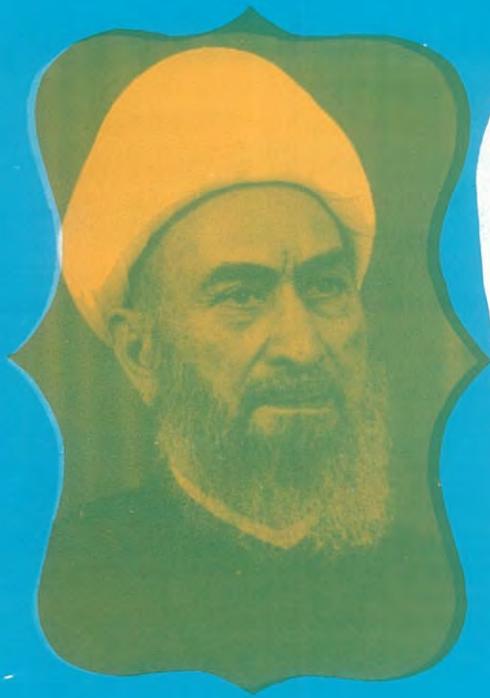


# مسائل صالح



مطابق فتویٰ  
حجت الاسلام مرجع امام، سماحة الامام المصلح  
آية الله العظمیٰ  
الحاج میرزا حسن الخائری الاحقاقی  
تذللہ العالی

ماخوذ  
وترجمہ از  
احکام شیعیان

ترتیب و پیشکش - محترمہ پبلیشرز و ڈسٹریبیوٹرز  
عظیم

ناشر - درسگاہ فاطمہ بہراء خیابان کالونی ۲۱۳ میل آباد  
فصل آ  
پاکستان  
نومبر ۲۰۰۱ء

الأحمد

موقع الأوحاد

Awhad.com

# مَسَائِل مَاهِ صَيَّام

ماخوذ ترجمہ از "احکام شیعیان"

بمطابق فتاویٰ

حجتہ الاسلام مرجع انام سماحہ الامام المصلح آیتہ اللہ العظمیٰ  
الحاج میرزا حسن الحائری الاحقافی مدظلہ العالی

ترتیب پیشکش

محترمہ صبیحہ ناز دختر مبلغ اعظم

(ناشر)

ناشر: ادارہ درسگاہ فاطمہ ہراء فیصل آباد پاکستان  
خیابان کالونی ۲۱۳  
۱۹۶۰-۶۱

# ماہِ صیام



یہ ماہِ صیام ہے رحمتوں اور سعادتوں کا مہینہ، نزولِ قرآن کا مہینہ، قبولیتِ اعمال کا مہینہ، قلب و نظر کی طہارت اور نعمتوں کی اشارت کا مہینہ ہے۔ ماہِ صیام فقط تشنگی و گرسنگی ہی نہیں بلکہ تہذیبِ نفس کا فلسفہ پیش کرتا ہے۔ انتشارِ نفس کو ایک آئین اور آہنگ دیتا ہے۔ انسان کو مادیت سے مادی روحانیت کی دعوت دیتا ہے یہ ماہِ صیام ایک پُر تاثیر آواز ہے جو ہمیں اپنے اعمال و افعال کا جائزہ لینے کے لئے ابھارتی ہے اور نیکی و خیر اور تزکیہٴ نفس کی تشویق و ترغیب دیتی ہے۔ اسی بافضیلت مہینہ میں ایک بابِ رحمت کھلتا ہے۔ توبہ کے دروازے ڈا کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطان پا بہ زنجیر کیا جاتا ہے۔ تضرع اور توجع کے اسباب مہیا ہوتے ہیں۔ خوشنواہ شخص جو ماہِ صیام میں رضا جوئی حق کے لئے روزہ دار ہے۔ تہذیبِ نفس اور تسکینِ روح کا امیدوار ہے، اور حیف صد حیف ہے اُس شخص پر جو باوجود استطاعت اور قدرت کے روزہ خوار ہے، اور بے پرواہ ہے اس نعمتوں، رحمتوں اور ریاضتوں سے معذور مہینہ سے کہ شبِ قدر جیسی فرخندہ دہما یوں رات بھی اس ماہِ صیام کا جزو لا ینفک ہے وہ مبارک شب کہ ہزار راتوں سے افضل و معتبر ہے اور اتنا انزلنا فی لیلة القدر کی مصداق ہے۔

یہی وہ ماہِ صیام ہے جس میں ہائے بسم اللہ، ید اللہ، اَسَدُ اللہ، باب اللہ، جنب اللہ، امام التتیین علیٰ ابن ابی طالب کے ضرب لگی اور اس ماہ کی راکیسویں کو ملکِ امامت کے پہلے تاجدار نے شہادت پائی۔

کیسا فلسفہ ہے؟ کتنا تطابق ہے، کیا نشانِ ایندوی ہے کہ خدا کا گھر ہی ولادت گاہ بنا اور خدا کا گھر ہی شہادت گاہ۔ اس مناسبت و تطبیق اور امتیازِ عالی نے تو ترجمانِ حقیقت علامہ اقبالؒ کی زبان سے یہ گویا ہفتا کی کروائی تھی:-

کھسے رامیستر نشد این سعادت

بلکہ ولادت بسجده شہادت

ماہِ رمضان المبارک ہر دوسرا نہیں بلکہ سال کے بارہ مہینوں میں سے ایک ہے روزہ رکھیے! اعمالِ بجالائیے۔ فقط روایتی روزہ دار نہ بنئے بلکہ روزہ کے فلسفہ کو جان کر سمجھ کر اور قبول کر کے روزہ دار بنئے۔ اپنے عادات و اطوار کو سنواریئے۔ اپنی ذات پر نظر ثانی کیجئے اور اپنے اعمال و افعال کی اصلاح کیجئے۔ نفس کو سرکشی اور بغاوت کو مجاہدہ، نماز، روزہ اور تزکیہ سے استطاعت و تابعداری اور فرمانبرداری کا رنگ دیکھئے زاوِ آخرت مہیا کیجئے۔

اللہ اللہ! یہ سعود مہینہ بے عمل رائیگاں نہ چلا جائے۔ کون جانے کون بیٹھے گا اور کون داعیِ اجل کو لٹیک کہے گا۔ وقت اور زمانہ کس کا ساتھ دیتا ہے۔ اس فرخندہ ماہ میں ترتیب زندگی کیجئے، التزام زندگی کیجئے، موت اگر برحق ہے تو زندگی کو کیوں نہ کسی آئین اور دستور کے مطابق گزارا جائے۔ خود کا ہی نہیں اوروں کا بھی خیال کیجئے۔ غریب و محتاج و نادار یہ آپ کی خاص توجہ اور اعانت کے مستحق ہیں۔ انہیں ان کا حق بہر صورت ملنا چاہیئے۔ دعاؤں اور مناجاتوں کے اس مہینہ میں توجہ حق کا التزام کیجئے اور دُرود و سلام کا اہتمام کیجئے اور بندہ کے مفہوم سے دفا کرنے کا عہد واثق کریں۔

رمضان المبارک کی جتنی اہمیت و فضیلت کتاب و سنت میں آئی ہے وہ بیشمار ہے اس مبارک مہینہ کی مناسبت سے ہم نے ماہِ صیام کے فضائل و رسائل و معارف پر زیرِ نظر رسالہ چھاپنے کا اہتمام کیا ہے۔ جو مرتبہ دورانِ اعلم العلماء سید الفقہاء سماحۃ الزعمیم لمصلح آیتہ اللہ العظمیٰ الحاج میرزا حسن الحائری الاحقاقی مدظلہ العالی کی شہرہ آفاق

کتاب "احکام الشیبعہ" کے باب "الصوم" پر مشتمل ہے۔

خواتین کے مخصوص نقطہ نظر سے ماہِ صیام کے مسائل پر کوئی بھی قابلِ اہمیت اور معتبر رسالہ موجود نہیں۔ موجودہ رسالہ کی اشاعت سے اس کمی کا بھی ازالہ ہو جائے گا۔ خواتین کے نقطہ نظر سے شرعی مواد پر مشتمل ٹریچر آئندہ بھی شائع کیا جاتا رہے گا۔

اس کتاب کی تدوین و اشاعت و ترجمہ کے مراحل میں میں اپنے بھائی مجاہد فاضل مولانا ضیاء حسین ضیاء خلیف الرشید حضرت مبلغِ اعظمؒ کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے باوجود عظیم الفرصتی کے میری راہنمائی فرمائی اور میرے فکر و نظر کو روشنی بخشی۔ آخر کار بارگاہِ رب العزت سے دستِ بردار ہوں کہ انا میری خواتین مذہبی شعور سے کما حقہ بہرہ مند رہیں اور اپنے عقیدہ مذہب کو پورے لوازم سے نبھا سکیں۔ آمین!

صدیجہ نانس



# کتاب الصوم

## احکام روزہ کے بیان میں

روزہ کی تعریف اور اس کے مادی و معنوی فوائد اور اخلاقی فضائل اور روح و بدن پر اس کے اچھے اثرات کے بارے میں کتب سماوی و سُنن نبوی اور احادیث امامیہ میں بہت کچھ وارد ہوا ہے اور حکماء و طلباء نے اس کی تائید میں جو فرمایا ہے ہمیں اس کی تشریح و تفصیل کی ضرورت ہے۔ روزہ مکمل طور پر "خیر" ہے۔ جیسا کہ آیت ہمارے میں ہے :-

وَإِنَّ نَظْمَ حَيَاتِكُمْ لَكُمْ - اور روزہ رکھنا تمہارے لئے باعثِ خیر ہے۔

روزہ بدن و روح و اجتماع و اقتصاد سب کے لئے خیر ہی خیر کا پیام ہے۔ بدن کے لئے باعثِ خیر ہونے کے متعلق آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے "صَوْمٌ مَوْآتَعٌ" روزہ رکھو اور صحت مند رہو۔ چونکہ بدن کی صحت روزہ کے ساتھ اس طرح ہے کہ تھوڑا سا کھانا پلینا ہوتا ہے۔ جب بدن صحت مند ہوگا عقل اور شعور میں سلامتی ہوگی۔ چونکہ مثال مشہور ہے کہ صحت مند عقل صحت مند بدن میں ہوتی ہے۔

روزے کے روح کے لئے باعثِ خیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ روح ہمیشہ سالم بدن اور خفیف جسم میں راحت پاتی ہے اور آزادی کے ساتھ اپنے رب کی طرف مشتاق رہتی ہے اور خیر و برکت کا باعث بنتی ہے۔

اجتماع کے لئے اس لئے باعثِ خیر ہے کہ جب تو نگر مومن روزہ کی وجہ سے

محبو کار رہتا ہے وہ اپنے اعمال کے ساتھ اس کی مدد کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اخلاق کے لئے اس لئے باعث خیر ہے کہ آپ تصور کریں جب آپ ماہِ رمضان میں روزہ کے ساتھ ہوتے ہیں اور پیاس محسوس کرتے ہیں تو خصوصاً جب آپ گرمی کے موسم میں روزہ کی حالت میں دُھوپ میں کام کرتے ہیں تو آپ کی پیاس ناقابلِ برداشت حد تک پہنچ جاتی ہے تو یہ قوتِ ایمان ہی ہوتی ہے جو اس کی برداشت کے لئے حوصلہ پیدا کرتی ہے آپ اکیلے ہوتے ہیں، آپ کے پاس کوئی نہیں، سبخ دار ٹھنڈا پانی موجود ہے، آپ کو پینے سے روکنے والا کوئی موجود نہیں ہے۔ آپ کو صرف یہی چیز اس کو پینے سے روکتی ہے کہ آپ روزہ دار ہیں اور اپنے رب کے فرمان پر عمل کئے ہوئے ہیں۔ آپ اس حالت میں سب سے بڑے امین اور دیانتدار ہیں۔ چونکہ آپ دین کے محافظ اور امانتِ خداوندی کے پاسبان ہیں۔

آپ روزہ کی حالت میں ہیں۔ سب سے بڑے صابر بھی ہیں۔ چونکہ آپ شدید ترین تکلیف پر صبر کئے ہوئے ہیں اور باوجود قدرت و اختیاریہ کے شدید پیاس کی حالت میں ٹھنڈا پانی نہیں پیتے جس کی وجہ سے صرف جذبہِ اطاعت ہے۔

آپ روزہ کی حالت میں سب سے بڑے جیادار اور غیرت مند ہیں۔ آپ پانی پی سکتے ہیں مگر حیا مانع ہے اللہ کا حیا، دین کا حیا، ایمان کا حیا۔ امانت، صبر، حیا، جذبہ ہمدردی یہی وہ مکارمِ اخلاق ہیں جو فرد و اجتماع کے لئے استقلال و قوت و زندگی میں تقدم و ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ روزہ اخلاقِ فاضلہ و نافعہ کے حصول کے لئے ایک شرعی و عقلی ورزش کا نام ہے۔ جب آپ پورے تیس دن اس کی تمرین کریں گے تو یہ صفاتِ فاضلہ آپ کی عادت بن جائیں گے اور آپ کو سرزمینِ ناسوت (مادہ) سے نکال کر آسمانِ ملکوت کی طرف لایا گیا۔ اس کی تمام شرائط موجود ہیں اور ان میں ایمان و عمل اور ان کے فوائد و منافع پر بھی یقین ہے۔

ایک انگریز فلاسفر ماہِ رمضان المبارک کے آخری دن کے بارے میں کہتا ہے اس روز تمام مسلمان تیس روز روزہ رکھنے کے بعد جیسا کہ ان کے دین نے ان کو اس پر مامور

کیا ہے صحت صفاء اخلاق میں تمام نوع بشر سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ مہوم آئینہ اللہ سید ہبنتہ الدین شہیرستانی کے رسالہ المرشد میں ہے۔ روزہ کے اور بھی فوائد و منافع ہیں جن کا بیان کرنا طوالت کا باعث ہے۔ اس تشریحی فلسفہ کے بارے میں ہم بطور برکت امام معصوم کے بارے میں پیش کرتے ہیں۔ اصول کافی میں ہے کہ ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ کی وجہ کے متعلق سوال کیا تو امام نے فرمایا۔ روزہ محض اس لئے واجب کیا گیا ہے کہ تو ننگر و فقیر میں برابری قائم رہے۔ چونکہ تو ننگر آدمی جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر بہ قادر ہوتا ہے۔ تو اللہ نے چاہا تو اس کے درمیان مساوات قائم کرے اور تو ننگر بھوک اور دکھ کا مزہ چکھ کر ضعیف و گرسنہ پر شفقت کرنے کا سلیقہ حاصل کرے۔ اسی کتاب میں ہے کہ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کی طرف اس کے سوالات کے جوابات میں تحریر فرمایا۔ روزہ کی وجہ یہ ہے کہ انسان بھوک اور پیاس کا احساس کرے تاکہ اس پر فروتنی و مسکینتی پر صبر و اجر کرنے کی توفیق حاصل ہو اور اللہ اور آخرت پر آگہی ہو۔ نیز اس میں خواہشات نفسانی کا انکسار بھی ہے اور دنیا میں نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تاکہ آخرت کے شہائد برداشت کرنے پر تیار رہے اور اہل فقر و مسکنت کی تکلیف کو جسمانی و روحانی طور پر محسوس کرے۔

## آداب روزہ :- روزہ کی تین قسمیں ہیں :-

۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) خواص النواص کا روزہ

عوام کا روزہ :- وہ یہ ہے کہ کھانے پینے، مجامعت کرنے سے اجتناب کیا جائے اور دیگر مضطرات سے بچا جائے جن کا ذکر آگے آئے گا، اور اسی سے ظاہراً واجب روزہ منعقد ہو جاتا ہے۔

خواص کا روزہ :- وہ مندرجہ بالا احکام کی پابندی کے علاوہ یہ بھی ہے۔ اعضاء جوارہ

اور جو اس نغمہ شرعی مخدورات سے پرہیز کریں۔ مثلاً آنکھ محرمات کی طرف دیکھنے سے پرہیز کرے، غیبت حرام قرار دیا گیا ہے اور کان غیبت، بہتان اور حرام گانے سننے سے پرہیز کرے۔ زبان غیبت، افتراء، فحش بدکلامی سے پرہیز کرے۔ ہاتھ ضعیفوں پر زیادتی کرنے سے پرہیز کرے۔ پاؤں ہجو و لعب و غیر شرعی محافل کی طرف چلنے سے اجتناب کریں۔

## خواص و نواص کا روزہ:-

یہ ہے کہ مندرجہ بالا دونوں اقسام کے احکام پر عمل کرنے کے علاوہ غیر اللہ کے ذکر سے اجتناب کرے خصوصاً اخلاقی رذائل مثلاً سبھل، بزدلی، کینہ، حسد، بغض، سختی، دشمنی سے دور رہے۔

اس کے متعلق معصومین سے احادیث منقول ہے اور حکماء علماء اخلاق سے بھی اس کی تفصیل منقول ہیں۔ ہم یہاں ایک روایت بطور تیسرے ذکر کرتے ہیں۔ جو صحیح موافقی سے مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا صرف یہی روزہ نہیں کہ انسان کھانے پینے سے اجتناب کرے۔ پھر آپ نے فرمایا، حضرت نے کہا۔ میں نے اللہ کے لئے روزہ رکھا ہے یعنی میں نے خاموشی اختیار کی ہے۔ جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور اپنی آنکھوں کو بند رکھو۔ آپس میں جھگڑا اور حسد نہ کرو۔ نیز امام نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ایک عورت کو دیکھا جو روزہ کی حالت میں اپنی پٹوسن کو گالی دے رہی ہے۔ روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں ہے۔ نیز امام نے فرمایا، جب تم روزہ رکھو تو چاہیے کہ تمہارا کان، آنکھ بھی حرام و بدکاری سے پرہیز کریں۔ لڑائی جھگڑے اور نوکر کو اذیت دینے سے بچو اور تم پر روزے کا وقار نمایاں ہو اور تمہارا روزے کا دن افطار کے دن کی طرح نہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ رمضان درحقیقت عبادت، ریاضت، تمرین کا مہینہ ہے۔ تاکہ روزہ وار جسمانی اور روحانی طور پر صحیح سالم رہے اور اپنی کمالات و صفات میں کامل ہو اور تمام اوقات اور لمحات زندگی میں کامیاب ثابت ہو۔

روزہ کی شرعی حد اور اسکی اقسام :- روزہ کی شرعی تعریف یہ ہے کہ طلوع فجر

سے غروبِ شرعی تک مندرجہ ذیل مضطرات قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ يَا تَبَارِعْ عِلْمِ خِدا وَندى كى نیت سے پرہیز کرنا۔

● غروبِ شرعی یہ ہے کہ مشرقی سُرخى سُرخى کے اُوپر سے گذر جائے اور مغرب کی طرف چلی جائے۔

## اقسامِ روزہ :- روزہ کی چار قسمیں ہیں مثلاً واجب، مستحب، حرام، مکروہ

- واجب کی دو قسمیں ہیں، واجب الاصل، واجب بالعرض۔ ہر قسم کی پھر چار قسمیں ہیں۔
- واجب بالاصل ماہِ رمضان کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں قربانی کے بدلے روزہ۔
- واجب بالعرض فطر، عہدِ قسم کا روزہ، والدین کی نیابت میں ان کے لڑکے کا ان کے واجب روزوں کی قضا کرنا۔ میت کی طرف سے اجارہ کا روزہ۔ اعتکاف کے دن تیسرے دن کا روزہ۔

## ماہِ رمضان کے روزوں کا بیان

ارشادِ ربِّ العزت ہے :-

شَهِرِ رَمَضَانَ الَّذِى اَنْزَلَ فِيْهِ الْقُرْآنَ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ  
مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِرَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ - فليصمه  
وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلَى سَفَرٍ فَلَا مِنْ اَيَّامٍ اٰخِرِيْهِدِ اللّٰهُ  
بِكُمْ الْيَسْرَ وَلَا يَرْيِدْ كُمُ الْعُسْرَ وَتَكْمَلُوْا لِعَدَّةِ  
وَلْتَكْتَبُوْا لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ -

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت کے واضح دلائل ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ جو تم میں سے یہ ماہ پاتے تو روزہ رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو وہ دوسرے ایام میں اس کی تعداد پوری کرے

اللہ تم سے آسانی چاہتا ہے اور تمہاری مشقت نہیں چاہتا تاکہ تم تعداد پوری کر لو۔ اور اللہ کی بڑائی اس لئے بیان کرو کہ اس نے تمہاری ہدایت کی ہے اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

● جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے وجوب کا منکر ہو اور مسلمان ہو تو وہ اس کے انکار کی وجہ سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے، اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ چونکہ ماہ رمضان کا روزہ ضروریات دین میں سے ہے۔

● جو مسلمان ماہ رمضان میں جان بوجھ کر بلا عذر و علت روزہ توڑ دے اس کو پچیس کوڑے لگائے جائیں۔ اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تب بھی اس پر تعزیر جاری کی جائے اگر تیسری دفعہ ایسا کرے تو اس کو پچیس کوڑے لگائے جائیں۔ اور چوتھی بار ایسا کرنے پر قتل کر دیا جائے۔

● چوتھی بار بلا عذر روزہ توڑنے پر قتل واجب ہے۔ اور ایک قول کی بناء پر تیسری بار اگر ہر بار روزہ توڑنے پر تعزیر پہنچی ہو۔ لیکن اگر اس پر تعزیر نہ ہوئی ہو تو قتل واجب نہیں ہے۔ اور اگر کئی مرتبہ روزہ افطار کرے پھر اس پر تعزیر کی جائے تو یہ سب ہی افطار ایک مرتبہ میں شمار ہوں گے۔ اس طرح تین مرتبہ اس کے افطار کرنے پر قتل واجب نہ ہوگا بلکہ تین بار تعزیر کے بعد واجب ہے۔

● جو شخص ماہ رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑے اور اس فعل کو حلال سمجھ کر اور رمضان کی حرمت کا انکار کرتے ہوتے کرے تو ایسا شخص اگر مرتد فطری ہے تو اس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ توبہ بھی کرے۔ لیکن اگر مرتد ملی ہو تو توبہ کرے تو بقبول ہوگی۔ لیکن اگر انکار کرے اور توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

● قتل اور تعزیر کا اجراء جرم کے اثبات اور عدم شبہ اور عدم احتمال عذر کے بعد ہوگا لیکن اگر یہ ثابت ہو کہ اس کو اشتباہ ہوا یا کوئی قابل قبول عذر تھا یا کوئی معقول وجہ تھی تو قتل و تعزیر جائز نہیں۔

● روزہ میں نیت اس طرح واجب ہے جس طرح کہ نماز اور دیگر عبادات میں واجب ہے

اور نیت کے لئے تلفظ واجب نہیں بلکہ محض قصد کافی ہے۔ یہ ہو کہ وہ قریبۃً الی اللہ یا امر خدا کی تعمیل کر رہا ہے۔

● ماہِ رمضان میں روزہ کا تعین کرنا واجب نہیں۔ اگر صرف اتنی نیت کرے کہ میں آج روزہ رکھ رہا ہوں قریبۃً الی اللہ تو وہ روزہ ہی شمار ہوگا۔

● اگر ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے ہوئے کسی نذر قضاء، کفارہ وغیرہ کی نیت کرے مگر بہالت بھول چوک کی وجہ سے کرے تو کوئی حرج نہیں اور وہ روزہ شمار ہوگا۔

● اگر عمداً رمضان میں روزہ نذر یا قضاء کی نیت سے رکھے تو روزہ باطل ہوگا اور نہ وہ نذر کا قضاء شمار ہوگا نہ رمضان کا۔

● ماہِ رمضان کے علاوہ روزہ میں تعین اور قصد، قسم کرنا واجب ہے کہ یہ قصد کرے کہ روزہ واجب ہے یا مستحب ادا ہے یا قضاء کفارہ کا ہے یا نذر کا۔

● اگر قضا کا ارادہ کرے بغیر قصد و نیت کے روزہ رکھے تو وہ مستحب روزہ شمار ہوگا اور وہ اس سے بری الذمہ نہ ہوگا بلکہ قضا اس کے ذمہ برقرار رہے گی۔

● اگر روزہ واجب ہو اور اذرتے زمانہ مقید و تعین ہو۔ مگر اگر کم رجب کو روزہ کی نذر کرے تو اس پر واجب ہے کہ نذر و قصد کا تعین کرے ورنہ وہ درست نہ ہوگا

● مستحب روزے کو بھی معین کرنا ضروری ہے مثلاً نیتہ شنبان یا غدیر کا روزہ بلا تعین روزے کا قصد کرنا کافی نہیں ہے۔

● اگر کسی کے ذمہ مختلف قسم کے روزے ہوں نذر، قضاء، کفارہ وغیرہ تب بھی روزہ کی قسم کو معین کرنا واجب ہوگا۔

● اگر کسی کے ذمہ ایک ہی قسم کا روزہ ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ قضاء کا ہے یا کفارہ کا یا نذر کا تو ما فی الذمہ کے قصد سے ایک روزہ رکھے اور وہی کافی ہوگا۔

● اگر کسی کے ذمے ایک ہی قسم کے متعدد روزے ہوں تو ترتیب وار روزے قضاء رکھے گا۔

○ اگر اس کے ذمہ ماہ رمضان کا روزہ قضا ہو تو وہ فقط ماہ رمضان ہی کے روزے کی قضا کی نیت کرے تو کافی ہوگا اور یہ نیت ضروری نہ ہوگی کہ رمضان کی کس تاریخ کا روزہ قضا کر رہا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس کا رمضان کی سات تاریخ کا روزہ قضا تھا تو وہی روزہ صحیح ہوگا اور اعادہ نہ کرے گا۔

○ اگر وہ روزوں میں موجودہ سال کے روزے کی قضا کا قصد کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ روزہ گذشتہ سال کا قضا تھا تب بھی قضا رکھا پورا روزہ کافی اور صحیح ہوگا۔ اسی طرح اگر گذشتہ کے روزہ کو موجودہ سال کا سمجھ کر رکھے تب بھی یہی حکم ہے۔

○ اگر ہر جمعہ کو روزہ رکھنے کی نذر کرے اور ہر سال غدیر کے روزہ کی بھی نذر کرے اور کسی سال عید غدیر جمعہ کے روزہ واقع ہو جائے تو اس کو اختیار ہوگا کہ غدیر و جمعہ میں جو نیت چاہے کرے روزہ صحیح ہوگا اور دوسرا روزہ ساقط ہو جائے گا۔

○ اگر نخیس کو روزہ رکھنے کی نذر کرے اور اتفاق سے نخیس یوم المبعث کو واقع ہو تو اگر نذر واجب کی نیت کرے تو اسی روزے کے مستحب روزے کا ثواب بھی اس کو حاصل ہو جائے گا۔

○ اگر کسی میت کی نیابت میں روزے رکھ رہا ہے تو اس کی نیابت کا قصد کرنا واجب ہے اور بیٹا اگر مرحوم باپ کی نیابت میں روزے رکھ رہا ہے تب بھی وہ نیابت کی نیت کرے گا۔

○ ماہ رمضان میں یہ واجب نہیں کہ نیت روزے کے اول وقت سے پیوستہ ہو جیسا کہ نماز اور دیگر عبادات میں ہے بلکہ رات سے فجر تک جس وقت چاہے روزے کی نیت کر سکتا ہے۔

○ اور اگر نیت کرنا بھول جائے اور رات کو نیت کرنے کا خیال نہ رہے تو زوال سے قبل نیت کرنا جائز ہے اور روزے صحیح ہیں بشرطیکہ مضطرات کا ارتکاب نہ کر چکا ہو۔

○ اسی طرح اگر سفر سے واپس آیا ہو اور اپنے وطن یا محل اقامت فجر کے بعد پہنچا ہو تو اگر اس نے مضطرات کا ارتکاب نہیں کیا تو زوال سے قبل نیت کر کے روزہ رکھ سکتا ہے اور اس دن کا روزہ درست ہوگا۔

○ اگر مریض مرض سے شفا یاب ہو یا نابالغ زوال سے قبل بالغ ہو جائے اور ظہر سے قبل یہ لوگ روزہ کی نیت کر لیں تو ان کا روزہ صحیح ہوگا اگر کسی مضطر کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ لیکن اگر مریض ظہر کے بعد شفا یاب ہوا ہو تو مستحب ہے کہ وہ مغرب تک کھانے پینے سے پرہیز کرے اور مذکورہ بالاسکے کا بھی یہی حکم ہے۔

○ ماہ رمضان کی پہلی شب کو تمام روزوں کی نیت کرنا کافی ہے اور ہر رات الگ الگ نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ سارا مہینہ ایک ہی عبادت ہے لیکن ہر رات میں نیت کی تجدید کرنے میں احتیاط ہے۔

○ ماہ رمضان کے علاوہ دیگر واجب روزوں کی ہر رات نیت کرنا واجب ہے۔ پس کفارہ قسم یا کفارہ رمضان یا قربانی کے بدلے حج کے روزوں کے لئے پہلی رات کی نیت کافی نہیں ہے۔

○ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں روزے رکھے۔ اور پھر دن کو روزہ افطار کرنے کی نیت کرے مگر افطار نہ کرے اور پھر نیت کرے اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو اور کسی مضطر کا ارتکاب نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور موجب اجر و ثواب ہوگا۔

○ اگر کوئی شک کے دن کا روزہ رکھے اور جبکہ شعبان کا آخری دن ہو یا کسی روزہ کی قضا کی نیت سے اس دن کو روزہ رکھے پھر روزہ توڑنے کا ارادہ کرے مگر پھر انکشاف ہو کہ آج رمضان کا روزہ ہے اور اس نے افطار نہ کیا ہو کہ آج رمضان کا روزہ ہے اور اس نے افطار نہ کیا ہو اور روزہ کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس پر کچھ لازم نہیں۔

○ شک کے دن واجب کہ شعبان ہی کی نیت سے قضا یا استعجاب کا روزہ رکھے۔ اگر

بعد میں ثابت ہو کہ رمضان شروع ہو گیا ہے تو یہ روزہ رمضان کا شمار ہو جائے گا لیکن رمضان کی نیت کی تجدید ضروری ہے چاہے اس کا علم زوال کے بعد ہو یا پہلے۔

● اگر شک کے دن رمضان کے روزے کی نیت سے روزہ رکھے تو اس کا روزہ باطل ہے ہاں اگر دن کے وقت اس کو معلوم ہو کہ واقعتاً آج رمضان کا روزہ ہے تو نیت کی تجدید کرے اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

● یہ جاننے نہیں کہ شک کے دن شعبان رمضان دونوں میں مترق ہو کہ روزہ کی نیت کرے یعنی اس طرح کہے کہ اگر یہ شعبان کا روزہ ہو تو استحباب کی نیت ہوگی اور اگر رمضان کا روزہ ہو تو وجوب کی نیت ہوگی۔ اس طرح اس کا روزہ باطل ہے۔

● اگر شک کی رات کو روزہ کی نیت ترک کر دے اور افطار کی نیت سے رات گزرنے سے پھر دن کے وقت معلوم ہو کہ آج رمضان ہے تو اگر کوئی مفطر بجا لا چکا ہے تو باقی دن میں بھی کھانے پینے سے پرہیز کرے اور بعد میں اس دن کے روزہ کی قضا کرے۔ اسی طرح اگر اس نے کھایا پیا نہیں مگر زوال کے بعد علم ہو کہ آج رمضان ہے تب بھی قضا لازم ہے۔ لیکن اگر زوال سے قبل یہ علم ہو جائے اور اس نے کسی مفطر کا استعمال نہ کیا ہو تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس پر کچھ لازم نہیں۔

● اگر رات کو روزہ کی نیت کر کے سو جائے اور اگلے دن مغرب تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

● اگر روزہ کی نیت کرے سارا دن بے ہوش پڑا رہے تب بھی اس کا روزہ صحیح ہوگا اس پر قضا واجب نہیں۔

● اگر بغیر نیت کے اول وقت میں سو جائے اور ظہر سے پہلے جاگ کر نیت کرے۔ اگر افطار نہ کیا ہو تو اس کا روزہ درست ہے۔

● اگر مندرجہ بالا صورت میں ظہر کے بعد جاگا ہو تو اس پر قضا لازم ہے۔

● اگر صبح تک کوئی مفطر استعمال نہ کرے اور اس کے ذمے کوئی غیر معین واجب روزہ ہو

مثلاً قضا رمضان یا کفارہ یا نذر کا تو زوال سے قبل روزہ کی نیت کر سکتا ہے اور روزہ بھی درست ہوگا۔

○ ایک روزے سے دوسرے کی طرف عدول کرنا جائز نہیں چاہے عدول واجب سے واجب کی طرف یا مستحب سے مستحب کی طرف یا واجب سے مستحب یا مستحب سے واجب کی طرف ہو۔

○ مہینہ بچہ اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ بھی درست ہے اور اس کو اجر و ثواب بھی ہوگا جیسا نماز کے احکام میں گذر چکا ہے۔

○ مُرتد اگر توبہ کرے اور اسلام کی طرف رجوع کرے تو ارتداد کے ایام کے واجب روزوں کی قضا اس پر واجب ہے۔

○ اگر کافر اسلام لے آئے تو اس پر کفر کے زمانہ کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

## علامات ماہِ رمضان کا بیان

○ ہمارے نزدیک رویت ہلالِ رمضان کے متعلق وہ تمام قواعد و علامات غیر معتبر ہیں جو مختلف قسم کے تجربوں کے ذریعہ سے منازلِ ماہتاب کے حساب سے مقرر کئے جاتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں:-

”گذشتہ سال کے ماہِ رمضان کا پانچواں دن اگلے سال کی پہلی تاریخ کے موافق ہوتا ہے بلکہ ہمارے نزدیک معتبر طریقہ وہ ہے کہ جہن کو شریعت نے مقرر کیا ہے۔ مثلاً دو عادلوں کی گواہی، شہرت اور ماہِ شعبان کے تیس روز پورے ہونا وغیرہ جن کو ہم آگے بیان کریں گے۔“

○ جو شخص ماہِ رمضان کا چاند دیکھے چلے مرد ہو یا عورت، عادل ہو یا غیر عادل اس پر اگلے دن روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اسی طرح جو شخص شوال کا چاند دیکھے اس پر افطار واجب ہوتا ہے۔

○ چاند دو عادل مردوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے چاہے وہ حاکم شرع کے نزدیک گواہی دیں اور ان کی شہادت سے حاکم کے نزدیک چاند ثابت ہو جائے یا کسی مکلف کے سامنے گواہی دیں۔

○ شہرت سے بھی چاند ثابت ہوتا ہے یعنی جب خلق کثیر اس کی رویت کی گواہی دے تو تو مکلفین پر روزہ رکھنا واجب ہوگا۔ اگرچہ ان کی عدالت ثابت نہ ہو۔

○ ہمارے نزدیک عورتوں کی شہادت سے چاند ثابت نہیں ہوتا اگرچہ وہ عادل ہوں اور عورت کی گواہی شرعی حجت نہیں ہے۔

○ اگر بہت سی عورتیں رویت ہلاں کا دعویٰ کریں جس سے علم و یقین پیدا ہو جائے تو رویت ثابت ہوگی۔ اگرچہ یہ دو عادلوں کی گواہی ثابت نہیں بلکہ علم و یقین سے پیدا ہوئی ہے جو کہ قطعی حجت ہیں۔

○ اگر حاکم شرعی چاند کے ہو جانے کا فیصلہ دے دے تو روزے رکھنا واجب ہوگا لیکن اگر یہ یقین ہو جائے کہ اس فیصلے میں اشتباہ ہوا ہے تب روزہ رکھنا واجب نہیں ہے۔ مثلاً انہوں نے دو شخصوں کی گواہی پر فیصلہ دیا جو جن کے متعلق وہ عادل ہونے کا معتقد ہو اور وہ درحقیقت فاسق اور دروغ گو ہوں۔

○ اگر چاند کسی ایک جگہ شرعی طور پر ثابت ہو جائے تو گرد و نواح کے لوگوں پر اور اس کے قریبی ہم افق شہروں اور دیہاتوں میں رہنے والوں کے لئے بھی ثابت ہو جائے گا۔

○ اگر مشرقی شہروں میں چاند ثابت ہو جائے تو مغربی شہروں میں بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔ لیکن اگر مغربی شہروں میں ثابت ہو اور مشرقی شہروں میں ثابت نہ ہو تو اہل مشرق کے لئے ثابت نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کویت و احساء میں ثابت ہو تو حجاز والوں کے لئے ثابت ہوگا اور اگر ایران و عراق میں ثابت ہو تو ترکی کے لئے ثابت ہوگا۔ پس مشرقی شہروں میں رویت مغربی شہروں کے لئے حجت ہے اور برعکس نہیں کہ وہ مغربی شہروں میں رویت مشرقی شہروں کے لئے بھی حجت ہو۔

○ اگر مکلف کفار کے ہاں قیدی ہو یا اسلامی شہروں سے دور ہو تو اس کو رمضان کے چاند کا علم ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی وسیلہ بھی بیستہ نہ ہو تو وہ اپنے ظن پر عمل کرے گا اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال بھر میں خود تیس دن مقرر کرے اور ان میں روزے رکھے۔

○ اگر سال میں تیس دن مقرر کردہ دنوں میں روزے رکھنے کے بعد معلوم ہو کہ سب کے سب رمضان کے دن تھے یا بعض شوال کے تھے تو اس کے روزے صحیح ہوں گے اور قضا کی ضرورت نہیں ہے۔

○ اگر بعد میں یہ ثابت ہو کہ بعض رمضان کے روزے تھے اور بعض شعبان یا اس سے قبل کے تھے تو سب کی قضا واجب ہوگی۔

○ شعبان میں واقع ہونے والے روزوں کو از سر نو رکھنا ہوگا اور اگر یہ ثابت ہو کہ سب کے سب شعبان یا اس سے قبل کے تھے تو سب کی قضا واجب ہوگی

○ اگر ساری عمر اس کو رمضان کا صحیح علم حاصل نہ ہو سکے تو اس پر کچھ لازم نہیں اور وہ بطور اندازہ جو روزے رکھ چکا ہے وہی کافی ہوں گے۔

○ اگر طبیعت آمادہ ہو تو مستحب ہے کہ روزہ افطار سے قبل نماز مغرب پڑھے۔

○ اگر آمادگی نہ ہو اور بھوک پیاس کا غلبہ ہو تو مغرب کی نماز افطار سے مؤخر کرنا مستحب ہے۔

○ اگر کوئی افطار کیلئے اس کے انتظار میں ہو تو نماز کو افطار سے مؤخر کرنا مستحب ہے۔

○ رویت ہلال کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور احوط ہے کہ اس کو ترک نہ کرے۔



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي وَخَلَقَكَ وَقَدَّرَ مَنَارِكَ وَجَعَلَكَ صَاحِبًا  
بِلْتَامِنِ اللَّهُمَّ اهْلَهُ عَلَيْنَا اهْلًا لَّا مَبَارَكًا اللَّهُمَّ اهْلَهُ عَلَيْنَا بِالسَّلَامَةِ  
وَالسَّلَامِ وَالْيَقِينِ وَالْإِيمَانِ وَالْبَشْرِ وَالتَّقْوَى وَالتَّوْفِيقِ لِمَا  
تُحِبُّ وَتَرْضَى

# شرائط روزہ

روزہ کے وجوب و صحیح ہونے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:-

**شرطِ اول:-** بلوغ پس نابالغ پر روزہ واجب نہیں ہے۔  
 مَرُوں کیلئے علامات بلوغ تین ہیں:-

۱، پندرہ سال کا مکمل ہونا - (۲) زیرِ ناف سخت بالوں کا اُگنا - (۳) احتلام  
 ان تینوں میں سے ہر ایک علامت بلوغ کی علامت ہے۔ پس جو بھی کبھی کسی بچے میں پہلے  
 ظاہر ہو جائے وہ بالغ شمار ہوگا۔ پس اگر زیرِ ناف سخت بال اُگ جائیں یا پندرہ سال  
 سے قبل احتلام ہو تو وہ شرعی طور پر شریعت کا مکلف ہوگا۔ اسی طرح اگر وہ سن بلوغ کو  
 پہنچے اور دیگر دو علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو اس پر احکام شریعت  
 کی پابندی کرنا واجب ہوگا۔

عورتوں کے لئے علامات بلوغ تین ہیں:-

۱، فُوسال کی عمر پوری ہونا (۲) سخت بالوں کا زیرِ ناف اُگنا (۳) حیض کا آنا۔  
 تو بریں مکمل ہونے سے پہلے نہ تو عورتوں کے سخت بال اُگتے ہیں نہ حیض آتا ہے۔  
 مَرُوں، عورتوں کی علامات روزہ واجب ہونے کے لئے شرط ہیں۔ اگرچہ ان  
 شرائط کے بغیر بھی ان سے یہ روزہ صحیح ہوگا۔ چونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ میسر ہے  
 اور سچی کی عبادت صحیح ہے اور اللہ قبول فرماتا ہے اور ازراہ لطف بچوں کو عبادت کا  
 ثواب دیا جاتا ہے۔

سرپرستوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ میسر بچوں کو نماز، روزہ کی پابندی کر کے عادی  
 بنائیں بشرطیکہ ان میں عمل کی طاقت اور استعداد ہو۔

○ چھ سال کی عمر میں بچے کو عبادات کا عادی بنانا شروع کر دینا چاہیے اور ساتویں سال کے لئے اُحدیث میں تاکید وارد ہے۔

**دوسری شرط عمتل :-** یہ روزہ کے صحیح اور واجب ہونے میں شرط ہے

اسی دہر سے مجنون پر نہ روزہ واجب ہے اور اگر وہ رکھے تو شرعاً صحیح نہ ہوگا۔

○ اگر جنوں چند روز تک واقع ہوتا ہو یا ایک دن اور چند روز افاقہ ہوتا ہو تو افاقہ کے آباء میں روزہ واجب ہوگا۔

○ بیہوشی کے متعلق پہلے حکم شرعی بیان کیا جا چکا ہے۔ اگر بیہوشی سارا دن طاری رہے تو روزہ صحیح نہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی۔

○ اگر مکلف روزہ کی نیت کرے اور پھر بیہوش ہو جائے تو روزہ صحیح ہوگا۔

**تیسری شرط "اسلام" :-** ○ اسلام کے روزہ کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے۔

○ تمام عبادات کفار پر واجب ہیں مگر ان سے صحیح نہیں ہیں۔ چونکہ ان سے قربت کی نیت درست نہیں ہو سکتی جو کہ عبادات کی رُوح ہے، اور ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں کا عمل قبول کرتا ہے اور ایمان اصل تقویٰ اور عمل کی بنیاد ہے جو کہ کفار میں مفقود ہے۔ اس کے متعلق ہم پہلے تشریح کر چکے ہیں۔

**چوتھی شرط، عورت کا پاک ہونا :-** ○ عورت کا حیض و نفاس سے

پاک ہونا روزہ کی صحت اور اس کے وجوب کے لئے شرط ہے۔ پس اگر عورت ایک لمحہ بھی حیض یا نفاس کا خون دیکھے چاہے وہ ایک قطرہ ہو تو اس کی قضا واجب ہوگی۔

● اگر زوال کے بعد عورت خون دیکھے تو اس کے لئے مغرب تک مضطرات سے پرہیز کرنا مستحب ہے۔

## پانچویں شرط :-

● روزے کی پانچویں توطن ہے یعنی یا وطن میں رہنا یا کسی اور جگہ دس روز کے قیام کی نیت سے رہنا جو کہ بحکم وطن شمار ہوتا ہے۔ اس کے تفصیلی احکام نماز قصر کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

● حج کے ایام میں قربانی کے بدلے تین دن روزہ رکھنا مندرجہ بالا حکم سے مستثنیٰ ہے۔ جو شخص قربانی کے دن قربانی کا حیوان نہ رکھتا ہو اس پر واجب ہے کہ دس روزے رکھے۔ تین حج کے موقع پر اور سات گھر واپس گھر آکر۔ حج کے موقع پر وہ ساتویں آٹھویں اور نویں تاریخ کو روزے رکھے۔

● جو شخص احکام قصر سے نا آشنا ہو اور لاعلمی کی وجہ سے سفر میں روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور کافی ہوگا۔

● جو شخص جان بوجھ کر مغرب سے پہلے عرفات سے چل پڑے وہ قربانی کے بدلے اٹھارہ دن روزے رکھے گا، اگر قربانی پر قادر نہ ہو۔

● اگر سفر میں روزہ رکھنے کی نذر کی ہو تو روزہ صحیح ہوگا۔

● مسجد نبوی میں نمازِ حاجت پڑھنے کے لئے تین دن روزہ رکھنا صحیح ہے۔

● احوط یہ ہے کہ سفر میں مستحب روزہ نہ رکھے۔ اگرچہ بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہوتے ہیں۔

## چھٹی شرط :- صحتِ بدن :-

● روزہ کے صحیح اور واجب ہونے کے لئے صحت و سلامتی شرط ہے۔ پس اگر مرضی کو معلوم ہو کہ روزہ ضرر پہنچائے گا تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے بلکہ حرام ہے چاہے اس سے مرض کی شدت کا

اندیشہ پیدا یا طول کا۔ اسی طرح اگر صبح و سالم شخص کو روزہ سے مرض ہونے کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

○ سلامتی سے مراد تمام اعضاء و جوارح کی سلامتی بھی ہے۔ مثلاً آنکھ، کان، ناک وغیرہ پس اگر روزہ سے ضرر پہنچتا ہو اور آشوبِ چشم یا ضعفِ بصارت کا موجب ہو تب بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح بدن کے لئے ہر قسم کا ضرر پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔

○ اگر مکلف ایضاً کو یقین ہو کہ روزہ اس کے لئے ضرر رساں نہیں تو روزہ رکھنا واجب ہوگا۔

○ مرض پیدا ہونے یا نہ ہونے یا ضرر پہنچنے کا علم یا تجربہ سے حاصل ہوگا یا کسی حافظِ طبیب کی تصدیق سے۔

○ جو کسی بیماری کی وجہ سے ماہِ رمضان کے روزے رکھنے سے عاجز ہو اور اسی ماہ میں فوت ہو جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اس کی بیماری طول پکڑے اور وہ قضا نہ کر سکے تب بھی اس پر قضا واجب نہیں۔ چونکہ وہ قضا کا مکلف نہیں ہے جس کے لئے صحت شرط ہے۔

○ جس کی بیماری اگلے رمضان تک جاری رہے اور سال بھر میں اس کو افاقہ نہ ہو تو تب بھی اس سے قضا ساقط ہے۔ لیکن وہ ہر روزہ کے بدلے ایک نذر یعنی تین پاؤ کھانا کفارہ کے طور پر دے گا۔

○ اگر دو سال کے ماہِ رمضان کے درمیان اس ایام کے لئے تندرست ہو جائے کہ وہ اپنے روزے قضا کر سکے مگر مستی کرے تو مستفیل میں اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

○ ماہِ رمضان میں اختیاری طور پر سفر کرنا جائز ہے۔

○ اگر کسی پر ماہِ رمضان کے علاوہ کوئی معین واجب روزہ ہو مثلاً نذر یا عہدِ قسم کا تو

بغیر مجبوری کے وہ سفر نہ کرے بلکہ اگر سفر کے دوران بھی ہونو ان معتین آیا میں روزہ رکھنے کے لئے مقیم ہو جائے۔

● جن حضرات کے لئے ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھنا شرعاً جائز ہے۔ ان میں وہ حاملہ عورت بھی شامل ہے جس کو روزہ ضرر نہ پہنچائے یا اس کے حمل کے لئے نقصان دہ ہو بلکہ اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے اور اس پر قضا لازم ہے اور چاہیے کہ وہ ہر روزہ کے بدلے ایک یا دو مدد اپنے مال سے صدقہ بھی دے۔

● بچے کو دو دھ پلانے والی عورت کے لئے بھی اس صورت میں روزہ ترک کرنا جائز ہے اگر اس کا دو دھ کم ہو اور روزہ اس کو نقصان پہنچائے یا روزہ سے شیر خوار بچے کو دو دھ کی قلت کے سبب نقصان پہنچے تو اس پر قضا لازم ہے۔ نیز وہ ہر روزہ کے بدلے ایک یا دو مدد کھانا اپنے مال سے صدقہ دے۔ چاہے وہ بچے کی مال خود ہو یا اُجرت پر دو دھ پلاتی ہو یا بلا اُجرت پلاتی ہو۔

● جس شخص کو پیاس کی بیماری ہو اور وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو یا روزہ اس کے لئے تکلیف دہ اور ناگوار ہو تو اس کیلئے افطار کرنا جائز ہے۔ لیکن چاہیے کہ بقدر ضرورت پانی پیئے اور ہر روزہ کے بدلے ایک یا دو مدد صدقہ بھی دے۔

● بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت اگر روزہ نہ رکھ سکتے ہوں یا ان پر روزہ شاق ہو تو دونوں روزہ ترک کر سکتے ہیں۔ لیکن ہر روزہ کے بدلے ایک یا دو مدد کھانا بطور صدقہ دیں گے۔

● جس شخص کو پیاس کی بیماری ہو اگر وہ اپنی بیماری سے شفا یاب ہو جائے تو صرف اسی سال کے روزوں کی قضا کرے اور اگر گزشتہ متعدد سال اگر مسلسل بیماری میں گزرے ہوں تو ان کے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت اگر کسی سال روزہ رکھنے کی قوت محسوس کریں تو اسی سال کے روزے رکھیں گے۔

● ماہ رمضان میں سفر کرنا جائز ہے اگرچہ قصد صرف روزہ سے گزیر کرنے کا ہو۔ لیکن حج سنت یا عمرہ مستحبہ کے قصد کے علاوہ کسی اور قصد کیلئے سفر کرنا مکروہ ہے۔

اگر حج واجب ہو تو اس کے لئے سفر بھی واجب ہو گا اگرچہ وہ رمضان ہی میں کیوں نہ ہو۔ مگر یہ اس صورت میں ہے جیسا کہ پہلے زمانوں میں لوگ اونٹوں پر حج کا سفر نے بعید کی منزلیں بھی قریب کر دی ہیں۔ اور مہینوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”خدا ایسی چیزیں پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے“ بیشک وہ مزید بھی ایسی چیزیں خلق فرمائے گا جن کو ہم اب تک نہیں جانتے وہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جو ارادہ فرماتا ہے حکم کرتا ہے۔

● اگر ماہ رمضان کے تیس دن گزر جائیں تو اس کے بعد سفر کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

● جس شخص کو شریعت نے ماہ رمضان میں روزہ ترک کرنے کی اجازت دی ہے اس کیلئے پُرسو کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

## مفطرات کا بیان

اول و دوم :- جو چیزیں روزہ کو باطل کر دیتی ہیں اور ان سے اسماک واجب ہے وہ یہ ہیں :-

● کھانا پینا چاہے زیادہ ہو یا کم، چاہے پانی کا ایک قطرہ ہو یا رائی کا ایک ذرہ۔ جو چیز عادتاً نہیں کھائی پی جاتی وہ بھی مبطل روزہ ہے۔ مثلاً کولہ، خشک مٹی، گیلی مٹی، درختوں، پتوں کا نکالا ہوا عرق یا دوا کے لئے چوڑا ہوا پانی۔

● محقوک کا نکلنا روزہ کے لئے مُضر ہے نہ مبطل ہے اگرچہ زیادہ ہو اور اگرچہ اکٹھی چیزوں کے تصور سے پلانڈیزو ماکولات کے خیال سے مُنہ میں جمع ہو جائے مگر شرط

یہ ہے کہ منہ سے باہر نہ نکلے۔

○ اگر روزہ دار متھوک منہ سے باہر نکال کر پھر عمداً منہ میں داخل کر کے نکلے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔ بلکہ اگر روزہ دار کسی دھلگے کو لعاب میں تر کر کے اور پھر منہ میں داخل کرے اور اس پر لگی ہوئی متھوک نکلے یا تر مسواک کو منہ میں لگا کر پھر داخل کرے تو اس سے روزہ باطل ہو جانا ہے اور کفارہ و قضا دونوں لازم ہو جاتے ہیں۔

○ اگر کوئی شخص دانتوں میں درمیان اٹکے ہوئے کھانے کے ذرات کو نکلے تو اس پر قضا و کفارہ عائد ہوگا۔

○ وہ اخلاط جو سر یا سینے سے جدا ہو کر حلق تک آجائیں تو اگر منہ میں آنے سے قبل ان کو نکلے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر منہ میں آجائیں تو اور پھر نکلے اور عمداً ایسا کرے تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہوگا۔

○ اگر سہو یا انسیباً کوئی شخص روزہ کی حالت میں کھانے یا کوئی چیز نکلے تو اس پر قضا اور کفارہ لازم نہ ہوگا۔

○ جو شخص روزہ رکھنا چاہے اس پر کھانے کے بعد دانتوں کا حلال واجب نہیں ہے اگر غذا کے ذروں کا دانتوں سے منہ میں آجانے کا احتمال ہو لیکن اگر اس بات کا یقین ہو تو حلال واجب ہوگا۔

○ سُوتی وغیرہ کے ذریعہ سے کسی چیز کو بدن، رگ یا پٹھوں میں داخل کرنا مبطل روزہ نہیں ہے

○ آنکھ اور کان میں دوا ٹپکانا بھی مبطل نہیں ہے۔ اسی طرح ناک میں ڈالنا بھی مبطل نہیں بشرطیکہ ناک سے حلق کی طرف مرایت نہ کرے ورنہ مبطل ہوگا۔

○ آگہ تناسل میں دوا ڈالنا روزہ باطل ہونے کا موجب نہیں ہے۔

## سوم، غبارہ۔

○ غبار سے اجتناب کرنا واجب ہے چاہے وہ غلیظ ہو یا پتلی، حلال ہو یا حرام مثلاً آٹا اور مٹی تو عمداً اس کا پیٹ تک پہنچانا قضا و کفارہ کا موجب ہے

○ دھوئیں سے اجتناب کرنا بھی واجب ہے۔ لیکن اگر وہ بالکل معمولی ہو تو کوئی حرج نہیں۔  
مگر سگریٹ وغیرہ پینا مبطلِ روزہ ہے

چہارم جماع :- جماع آلمہ تناسل کے سر کے داخل ہونے سے مستحق

ہوتا ہے اور اگر آلمہ بریدہ ہو تو اس کی موجودہ مقدار کے دخول سے مستحق ہوگا، چاہے دخول آگے کی طرف سے ہو یا پیچھے کی طرف سے۔ فاعل ہو یا مفعول، بڑا ہو یا چھوٹا، مرد ہو یا عورت، زندہ ہو یا مردہ، انزال واقع ہو یا نہ ہو۔

○ اگر نفوذ باللہ روزہ دار کسی حیوان سے وطی کرے یا حیوان اس سے وطی کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

○ اگر روزہ دار عیاذ باللہ اپنا آلمہ بدن کی مقررہ شرمگاہوں کے علاوہ اور سوراخ میں داخل کرے تو اس سے روزہ باطل نہ ہوگا۔ اگرچہ روزہ دار اس سے فعلِ حرام اور گناہ کا مرتکب ہوگا۔

○ اگر انزال کے قصد کے بغیر انگلی داخل کرے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر کسی مخصوص مقام میں سہرا آلمہ سے کم مقدار داخل کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ باطل نہ ہوگا۔ اگرچہ اس فعل کا ارتکاب گناہ اور فعلِ حرام ہے۔

○ اگر کسی کو جماع پر سختی سے مجبور کیا جائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔ لیکن سختی زائل ہوتے ہی فوراً انزاج واجب ہے۔

○ سہواً یا نسیاناً جماع کرنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ مگر متوجہ ہونے پر واجب ہے کہ فوراً علیحدہ ہو جائے۔ اس طرح نیند کی حالت میں بھی جماع کرنے سے روزہ باطل نہ ہوگا مگر جاننے پر فوراً علیحدہ ہو جائے۔

○ ان مندرجہ بالا صورتوں میں واجب ہے کہ آلمہ کا اخراج لذت کے قصد سے نہ ہو۔

○ اگر دخول کے بغیر محض چھیر چھاڑ کا قصد ہو تب بھی یہ بذاتِ خود فعلِ حرام اور موجبِ گناہ ہے

بلا قصد و اختیار اگر دخول ہو جائے تو فوراً اخراج واجب ہے اور روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر دخول کا قصد کرے اور اس پر قادر نہ ہو سکے تب بھی اس کا روزہ باطل ہوگا۔

○ اگر ریشم یا نائیلون وغیرہ میں آلہ کو لپیٹ کر بمقدار سر آلہ کو داخل کرے تب بھی فعل حرام کا

ارتکاب ہوگا اور روزہ بھی فاعل و مفعول دونوں کا باطل ہوگا۔

○ اگر خُنْثی، خُنْثی کے ساتھ دخول کرے چاہے قبل میں ہو یا دُبْر میں تو دونوں کا روزہ باطل

نہ ہوگا۔ چونکہ دونوں کا مرد ہونا ثابت نہیں۔ اسی طرح اگر خُنْثی عورت کے ساتھ دخول

کرے تب بھی یہ حکم ہے۔ لیکن یہ فعل اس کے لئے گناہ اور حرام ہوگا۔

○ اگر مرد خُنْثی کے ساتھ دُبْر میں دخول کرے تو دونوں کا روزہ باطل ہوگا۔

○ اگر مرد خُنْثی کے ساتھ قبل میں دخول کرے اور خُنْثی عورت کے ساتھ دخول کرے اور

انزال ہو جائے تو مرد و عورت دونوں کا روزہ باطل ہو جائے گا اور وہ فعل حرام کے مرتکب ہوں گے۔

○ اگر مندرجہ بالا صورتوں میں جماع کرنے میں روزہ فاسد کرنے کی نیت اور ارادہ شامل ہو

تو حتماً روزہ باطل ہوگا اور فعل حرام کا ارتکاب بھی ثابت ہوگا۔

○ اگر روزہ توڑنے کے قصد کے بغیر ایسا کرے اور شک ہو کہ مقدار سر آلہ کا دخول ہوا ہے

یا نہیں تو روزہ باطل نہ ہوگا۔ اگرچہ ایسا کرنے والا گناہ گار اور مرتکب حرام ہوگا۔

○ عورتوں کا چھٹی کھیلنا بھی مبطل روزہ نہیں۔ لیکن اگر ان کا قصد انزال اور روزہ باطل

کرنے کا ہو تو مبطل ہے۔ اگرچہ بہر صورت ایسا فعل موجب گناہ اور حرام ہے۔

○ اگر مرد اپنی زوجہ کے ساتھ طلوع فجر سے قبل جماع کر رہا ہو اور اثنائیں طلوع فجر

واقع ہو جائے تو ان کا فوراً علیحدہ ہونا واجب ہے ورنہ دونوں پر قضا اور کفارہ واجب

ہوں گے۔ اس مسئلہ میں تین صورتیں ہیں :-

○ اول :- اگر انہوں نے اطمینان کر لیا ہو کہ ابھی وقت وسیع ہے اور جماع میں مشغول ہوئے

ہوں اور اثنائیں صبح صادق ہو جائے تو ان کا روزہ باطل نہ ہوگا اور نہ ان پر کچھ

عائد ہوگا۔

دوم :- اگر ان کو ظن ہو کہ وقت وسیع ہے مگر انہوں نے پوری تحقیق نہ کی ہو اور اثناءِ فعل میں صبح ہو جائے تو ان پر صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ۔

سوم :- اگر ان کو علم ہو کہ وقت تنگ ہے مگر وہ پرواہ کئے بغیر جماع میں مشغول ہو گئے ہوں تو ان پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ ان تینوں صورتوں میں شوہر روز و جہ کا حکم ان کے قصد و نیت اور مراعاتِ وقت یا مراعاتِ وقت کے لحاظ سے صحت میں ہوگا۔

## پنجم استمناء :-

استمناء کا مطلب یہ ہے کہ ایسا فعل انجام دینا جو منی خارج ہونے کا موجب ہو چاہے یہ مرد سے صادر ہو یا عورت سے، چاہے ہاتھ کے ذریعہ سے ہو یا چھونے یا بوسہ دینے سے یا عورت یا لڑکے کو گھور کر دیکھنے سے یا جماع یا کسی اچھی صورت کا تحییل کرنے سے اس قسم کے فعل کا ارتکاب روزہ کو توڑ دیتا ہے اور قضا و کفارہ کا موجب ہوتا ہے۔

● اگر استمناء کرے اور یہ قصد کرے کہ اس کی منی خارج ہو تو روزہ باطل ہوگا چاہے منی کو خارج نہ کر سکے۔

● اگر امور مذکورہ کا ارتکاب کرے اور استمناء کا قصد نہ کرے اور نہ خروج منی کا ارادہ کرے اور اس کو یقین ہو یا اس کی عادت ہو کہ ایسے موقع پر اخراج منی نہ ہو مگر اتفاق سے منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہ ہوگا اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ لیکن احوط یہ ہے کہ اس دن کے روزہ کی قضا کرے اور کفارہ عائد نہ ہوگا جبکہ بوسہ یا چھیر چھاڑ کرنے سے ایسا ہوا ہو۔

● اگر مذکورہ کا ارتکاب کرے اور اس کی عادت ہو کہ اس موقع پر انزال ہو جانا ہو تو اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے اگرچہ استمناء کا قصد نہ ہو۔

● ماہِ رمضان میں دن کو اگر سو جائے اور اختلام ہو جائے اور منی خارج ہو تو روزہ

باطل نہ ہوگا۔

● احتلام کے بعد پیشاب کرنے یا استبراء کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے اگرچہ اس میں منی کا اخراج ہو جائے۔

● روزہ دار کے لئے دن کو سونا جائز ہے۔ اگرچہ اس کو یقین ہو کہ وہ سونے سے محکم ہو جائے گا۔ اگرچہ بہتر ہے کہ اس کو ترک کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو تو اس کو ترک کرے۔

## ششم جنابت کی حالت پر باقی رہنا۔

● اگر کوئی رات کو جنب ہو جائے اور عملاً صبح صادق کے طلوع ہونے تک جنابت پر باقی رہے تو اگر وہ بغیر غسل کے روزہ رکھے تو روزہ باطل ہوگا۔ چاہے ماہ رمضان کا روزہ ہو یا قضا، ماہ رمضان کا۔

● احوط یہ ہے کہ روزہ کی تمام اقسام اسی طرح ہیں خصوصاً واجب روزہ میں۔

● حیض، نفاس اور استحاضہ کا حکم بھی جنابت کی طرح ہے۔ روزہ کی تمام اقسام میں احتیاطاً ان حالات میں قضا بجالانی ہوگی۔

● اگر روزہ دار صبح کو احتلام کے ساتھ واقع ہونے والی جنابت محسوس کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں صرف غسل کرے گا اور روزہ درست ہوگا۔

● اگر رات کو جنب ہو جائے اور صبح تک عمدتاً سوتا رہے اور غسل کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہوگا اور اس پر قضا و کفارہ واجب ہوں گے۔

● اگر رات کو جنب ہو جائے اور فجر سے قبل غسل کا ارادہ کر کے سو جائے لیکن فجر کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس پر کچھ واجب نہیں ہے نہ قضا نہ کفارہ۔

● اگر غسل کرنے کا ارادہ کر کے سو جائے اور فجر سے قبل جاگے لیکن وقت وسیع ہونے کے خیال سے پھر بقصد غسل سو جائے اور طلوع فجر کے بعد جاگے تو اس پر صرف روزہ کی قضا

لازم ہوگی کفارہ نہ ہوگا۔

○ اگر بقیہ غسل سو جائے اور پھر جاگے پھر سو جائے تو تین مرتبہ سونے اور جاگنے کے بعد اگر طلوع فجر کے بعد آخری مرتبہ آنکھ کھلے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

○ اگر روزوں سے یا جنابت یا غسل سے بالکل غفلت کر کے سو جائے اور طلوع فجر کے بعد جاگے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔ مگر اس میں ہے کہ قضا بھی کرے کیونکہ احتیاط راہ نجات ہے۔

## ہفتم: معصومین پر جھوٹ بولنا :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین اور صدیقہ کبریٰ حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہم پر عمداً جھوٹ بولنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔

○ دیگر انبیاء اور اوصیاء بھی چہارہ معصومین کے ساتھ ملحق ہیں۔ ان پر جھوٹ بولنا بھی مبطل روزہ ہے۔

○ معصومین اور انبیاء سلف پر عمداً علماً جھوٹ بولنا مفسد روزہ ہے۔

○ اگر ان زواتِ مقدسہ پر برسیبیل نقل و حکایت ہو تو اس سے روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر کوئی خطیب یا راوی حدیث کے صحیح ہونے کا علم رکھتا ہو تو خوب ہے ورنہ اگر اس کو

حدیث کی صحت کا علم نہ ہو اور ماہ رمضان میں روزہ کی حالت میں اس کو بیان کرنا چاہے

تو بہتر ہے کہ حدیث کو کسی کتاب یا راوی کے حوالہ سے بیان کرے۔ برسیبیل حکایت

اور بالجزم معصوم کی طرف نسبت نہ دے۔

○ اگر حدیث کا جھوٹا ہونا یقینی ہو تو کتاب یا راوی کے حوالہ کے باوجود بھی اس کو بیان

کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر خود حدیث کو نقل کر کے اس کی نوعیت بھی بیان کر دے

تو کوئی حرج نہیں۔

● اگرچہ جھوٹ بولنا مطلقاً حرام ہے لیکن اللہ، رسول، انبیاء و اوصیاء کے علاوہ کسی پر جھوٹ بولنا مبطل روزہ نہیں ہے اگرچہ گناہ ہے۔

● علماء و مجتہدین پر عقائد و احکام شرعیہ میں بھی جھوٹ بولنا بھی قریب ہے کہ مبطل روزہ ہو چونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول آئمہ ہی سے حکایت کر کے احکام بیان کرتے ہیں۔

● اگر تقیہ کا تقاضا ہو کہ اللہ و رسول اور آئمہ معصومین پر جھوٹ بولا جائے یا مجتہدین پر کسی عقیدہ یا حکم شرعی میں از روئے خوف جھوٹ بولا جائے تو روزہ کے بطلان کا موجب نہیں ہے۔

● کذب چند طریقوں سے متحقق ہو سکتا ہے یا تو اس طرح کہ سچ کی تردید کرے یا امام کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو امام نے نہیں کہی یا امام نے کوئی بات فرمائی ہو اور اس کی نفی کرے۔ یہ تمام صورتیں مبطل روزہ ہیں۔

● خود جھوٹی خبر بیان کرنا یا جھوٹی خبر کرنے والے کی تصدیق کرنا دونوں برابر ہیں اور مبطل روزہ ہیں۔

● اسی طرح کوئی فرق نہیں کہ کوئی شخص جھوٹ بولے اور خطاب کو معین شخص کی طرف منسوب کرے یا غیر معین کی طرف۔

● کوئی فرق نہیں کہ کوئی اپنے کذب میں عاقل کو خطاب ہو یا ایسے غیر عاقل کو خطاب کرے جو خطاب کو نہیں جانتا۔

● اگر کوئی ماہ رمضان کی رات کو جھوٹی خبر بیان کرے پھر دن کو روزہ کی حالت میں رات والی خبر کی تصدیق کرے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

● اگر از روئے لاعلمی یا سہواً جھوٹ بولے تو اس کے روزہ کو نہ ضرر ہوگا اور نہ وہ باطل ہوگا۔

● اگر از روئے مزاح جھوٹ بولے اور معنی کا قصد نہ کرے تو اس کا روزہ باطل نہ ہوگا لیکن ایسے مزاح سے اجتناب کرنا احوط ہے۔

- اگر خبر میں سچ کا قصد کرے مگر وہ جھوٹ ثابت ہو تب بھی روزہ باطل نہ ہوگا۔
- اگر خبر میں جھوٹ کا قصد کرے پھر ظاہر ہو کہ خبر سچ تھی تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔ چونکہ اُس نے عمداً جھوٹ کا قصد کیا ہے۔
- اگر اللہ، رسول اور انبیاء و اوصیاء علیہم السلام پر عمداً جھوٹ بول کر پھر توبہ کرے تب بھی اس کا روزہ باطل ہوگا۔

## ہشتم۔ پانی میں سر ڈبوٹا ہے۔

- پانی میں سر کو ڈبوٹا روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔ چاہے سر کو ڈبوٹے یا بدن کے ساتھ ڈبوٹے چاہے کسی کیفیت میں ڈبوٹے روزہ باطل ہو جلتے گا۔
- آنکھ اور کان کو اس مسئلہ میں مداخلت نہیں ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں کہ اُن کو پانی میں ڈبوٹے اور سر کو پانی سے باہر رکھے۔
- سر کو ڈبوٹا اور آنکھوں اور کانوں کو باہر رکھنا بھی روزہ کو باطل کر دیتا ہے۔
- اگر سر کو اس ترتیب سے پانی میں ڈبوٹے کہ یک ٹخت ایسا نہ کرے بلکہ پہلے سر کا اگلا حصہ ڈبو کر نکالے۔ پھر پچھلا حصہ ڈبوٹے اور نکال لے پھر دایاں حصہ تو اس طرح بلا اشکال روزہ باطل نہ ہوگا۔
- آپ شفاف میں بھی سر کو ڈبوٹا مبطّل روزہ ہے۔
- اگر سر کو نائیلون سے باندھ لے یا کسی بڑی بوتل میں ڈال لے اور غوطہ لگائے اور پانی نائیلون یا بوتل سے گذر کر سرتک نہ پہنچے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔
- اگر اس طرح سر کو ڈھانپ کر برف میں یا گیلی مٹی وغیرہ میں ڈبوٹے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔
- اگر سر کو مٹی سے یا مہندی سے آلودہ کر کے پانی میں ڈبوٹے تو روزہ باطل ہو جائیگا۔
- اگر سر کو سہواً یا نسیاناً پانی میں ڈبوٹے تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن متوجہ ہونے پر فوراً سر کو نکال لینا واجب ہے۔ اگر حیلانی سے ایسا نہ کرے تو اس پر قضا واجب ہوگی۔

○ اگر اپنے آپ کو پانی میں پھینک دے مگر سر کو ڈبونا اس کا مقصد نہ ہو اور برخلاف ظن اس کا سر ڈوب جائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر بلا امتیاز پانی میں گر پڑے اور بلا امتیاز ڈوب جائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر کوئی دوسرا شخص اس کو قہر و جبر کر کے پانی میں غوطہ دے دے تب بھی روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر کسی نفسِ محترم کی جان بچانے کے لئے پانی میں غوطہ لگائے تو روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر سر پر اتنا پانی کثرت سے ڈالے کہ اس کے تمام بدن کا احاطہ کرے تب بھی روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر مرد یا عورت کا غسل جنابت یا عورت کا غسلِ حیض یا نفاس یا استحاضہ سوائے غسلِ ارتماسی کے ممکن نہ ہو تو واجب ہے کہ وہ تیمم کرے اور غسلِ ارتماسی نہ کرے جب کہ ماہِ رمضان میں یا اس کی قضا میں غسلِ گزنا پڑے یا واجبِ معین روزہ ہو۔

○ اگر روزہ غیر معین یا واجبِ موسع کا ہو اور سوائے غسلِ ارتماسی کے کوئی چارہ نہ ہو تو غسلِ ارتماسی کر کے کسی دوسرے دن روزہ رکھے۔

○ اگر عمداً رمضان میں یا معین روزہ میں غسلِ ارتماسی کرے تو نہ روزہ صحیح ہوگا نہ غسلِ حبیبیہ کا پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

○ اگر سہواً یا نسیاناً غسلِ ارتماسی کرے تو روزہ اور غسلِ دونوں صحیح ہوں گے۔

○ اگر غیر معین روزہ میں یا موسع روزہ میں ایسا کرے تو غسلِ صحیح ہوگا مگر روزہ باطل نہ ہوگا۔

○ اگر کسی آبشار کے نیچے یا کشیر بارش میں کسی وسیع پرناے کے نیچے یا ٹوبہ دیل کے نیچے غسل کرے تو روزہ باطل ہوگا اور غسلِ صحیح نہ ہوگا۔ چونکہ ان مقامات میں غسل کرنا عرف کے لحاظ سے ارتماسی کے حکم میں ہے۔

○ اگر شک کرے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں اس کا غسلِ ارتماسی تھا یا نہیں تو ناپا کر رکھے اور

اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔

● اگر روزہ واجب ہو کر غصبی میں غسل کرے تو اس کا غسل اور روزہ صحیح ہوگا بشرطیکہ اس کو پانی کا غصبی ہونا بھی مجھول گیا ہو۔

● اگر روزہ اور پانی کے غصبی ہونے کا علم ہو تو روزہ اور غسل دونوں واجب ہیں۔

● اگر روزہ تو بجا ہو مگر پانی کا غصبی ہونا مجھول جائے تب بھی غسل اور روزہ دونوں باطل ہوں گے۔

● اگر روزہ مجھول گیا ہو مگر پانی کا غصبی ہونا یاد ہو اور غسل ارتماسی کرے تو غسل باطل ہوگا اور روزہ صحیح ہوگا۔

● اگر کسی کے دو سر برابر ہوں اور اصلی زائد کی تمیز نہ ہو تو دونوں سروں کو ڈبونے سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اگر دونوں کو ڈبوتے تب روزہ باطل ہوگا اور ایک کو ڈبونے سے روزہ باطل نہ ہوگا۔

● اگر دونوں میں سے اصل سر معلوم ہو تو اسی کو ڈبونے سے روزہ باطل ہوگا دوسرے سے نہیں۔

## ذہم: عمداتے کرنا۔

● عمداتے کرنا روزہ کو باطل کر دیتا ہے چاہے وہ کسی بیماری کے علاج کیلئے ہو یا مجبوراً یا بلا وجہ بہر صورت اس سے روزہ باطل ہو جائے گا۔

● اگر قے بلا امتیاز یا سہواً یا نسیاناً آجائے تو اس سے روزہ باطل نہ ہوگا۔ لیکن اگر قے کا کچھ حصہ نکلے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

● اگر کوئی چیز مجھول کر کھاپی ہے اور حلق تک پہنچنے سے قبل یاد آجائے تو فوراً اس کو منہ سے نکال دے اور اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

● اگر کوئی چیز مجھول کر کھالے اور حلق سے نیچے آجائے تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اس کا نکلنا واجب نہیں۔ چونکہ اس کا نکلنا حرام اور منفسد روزہ ہے اور اس پر قے کا

اطلاق ہو جائے گا۔

● اگر رات کو کوئی ایسی چیز کھائے جس سے دن کو قے آجاتی ہو تو اگر قے بلا اختیار ہو یا آجائے تو احتیاط کے طور پر روزہ کی قضا کرے اور اگر اختیاری طور پر وہ قے کی موجب ہو یعنی اس کا نکلنا واجب ہو اور وہ اس کے لئے قے کرے تو اس کا روزہ باطل ہوگا۔

● اگر مکھی حلق میں اتر جائے تو اگر قے کے بغیر اس کو حلق سے منہ کی طرف نکالنا ممکن ہو تو نکال دے اور اگر قے کے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو پھوڑ دے اور پکچھ لازم نہیں، روزہ صحیح ہے۔

● اگر قے کو روکنا ممکن ہو اور اس کو روکنے میں کوئی ضرر نہ ہو تو روک لے اور اگر اس کے روکنے سے ضرر کا اندیشہ ہو تو قے کرے اور بعد میں روزہ کی قضا بجالاتے ● ڈکار لینا روزہ کے لئے ضرر رساں نہیں ہے چاہے اختیاراً ہو یا اضطراراً اور اگر یہ علم ہو کہ ڈکار کے ساتھ ضرور کوئی چیز خارج ہوگی تو اختیاراً ڈکار لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ قے کے مشابہ ہوگا۔

● اگر ڈکار کے ساتھ کوئی چیز پیٹ سے نکل کر منہ تک آجائے تو اس کو باہر پھینک دے اگر گلے گا تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

● اگر بلا اختیار وہ چیز دوبارہ اندر کی طرف چلی جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ ● اگر ڈکار لینے سے کوئی چیز اندر سے باہر کی طرف نکلے مگر حلق سے ہی واپس چلی جائے اور منہ کی فضا تک نہ پہنچے تب بھی اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔

یہ ہم بہ حقتہ کرنا :-

● مائع چیز سے حقتہ کرنا روزے کے باطل ہونے کا سبب ہے چاہے وہ اختیاری ہو یا اضطراری۔

○ کسی جامد چیز کا عقبی طرف میں داخل کرنا چاہے بوا سیر والے کیلئے پٹیاں یا شیاں لینا اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

## مسائل ضروریہ

○ ہم بیان کر چکے ہیں کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت احتلام ہونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ نیز احتلام کی وجہ سے جنابت پر باقی رہنا بھی حرام نہیں اور نہ ہی فوراً غسل واجب ہے۔ ہاں اگر وقت وسیع ہو تو غسل کے لئے جلدی کرنا مستحب ہے اور اگر کسی نماز کا وقت تنگ ہو تو فوری طور پر غسل واجب ہے۔

○ جو شخص رات کو جنب ہو جائے اور فجر سے پہلے غسل کرنے پر قادر نہ ہو یعنی یا بیمار ہو یا وقت تنگ ہو یا وقت ناپید ہو تو اس پر واجب ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے تاکہ صبح صادق کے داخل ہونے کے وقت وہ باطہارت ہو اور تیمم کے بعد وہ ہرگز نہ سوئے ورنہ روزہ باطل ہوگا۔ اور یہی حکم حیضی اور نفاس والی عورت کا ہے جبکہ وہ رات کو طہارت کر لیں۔

○ روزہ کی حالت میں کُلّی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ پانی شکم میں نہ جائے۔

○ اگر فرضیہ نماز کیلئے وضو کرے اور کُلّی کرے یا ناک میں پانی ڈالے اور پانی بلا اختیار اس کے شکم میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔

○ اگر منہ پاک کرنے کیلئے یا کھانے کے ذرات دُور کرنے کیلئے کُلّی کرے اور پانی سہواً بلا قصد اندر چلا جائے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

○ اگر بلا وجہ کُلّی کرے یا ناک میں پانی ڈالے یا ایسا کرنے کا مقصد محض ٹھنڈک حاصل کرنا ہو یا مستحب وضو کر رہا ہو اور پیٹ میں پانی چلا جائے تو اس پر دن کی قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ اس نے بلا قصد ایسا کیا ہو۔

○ اس میں کوئی حرج نہیں کہ روزہ دار شوربہ درست کرنے کے لئے اس کو کچھ کھڑک دے

یا کسی نچتے یا پرندے کے لئے روٹی کے ٹکڑے دانٹوں سے کاٹے تو اگر سہواً کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل نہ ہوگا اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔

● اگر اُزروئے عجت بلا ضرورت ایسا کرے اور کوئی چیز بلا قصد اندر چلی جائے تو اس پر روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

● اگر روزہ دار کو معلوم ہو کہ اگر وہ مثلاً فلاں جگہ یا فلاں محفل میں گیا تو اس کو روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے گا تو اس کے لئے وہاں جانا حرام ہے۔ اور اگر وہ وہاں جاتے اور اس کو روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے بلکہ اگرچہ اس کو بعد میں وہاں مجبور نہ کیا جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ چونکہ اس کا مقصد وہاں جانے کا یہ تھا کہ اس کا روزہ ٹرے اور باجا جائے اور یہ قصد ہی روزہ توڑنے کا موجب ہے۔

● میت کو مس کرنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ اگر رات کو کسی نے میت کو مس کیا ہو اور اس پر غسل مس میت ہو تو اس پر صبح صادق سے پہلے یہ غسل کرنا واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ غسل جنابت یا حیض یا نفاس کا حکم ہے۔

## موجباتِ قضا کا بیان

وہ امور جن سے صرف روزہ کی قضا لازم ہے اور کفارہ نہیں ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

- (۱) عمدائے کرنا۔ (۲) عورت کا حیض، نفاس، استیاضہ پر باقی رہنا اگر وہ ان سے پاک ہو جائے تو اس پر واجب ہے کہ صبح صادق سے پہلے غسل کرے۔ (۳) جنب والے شخص کا دوسری مرتبہ صبح صادق تک سوتے رہنا جس کے مفصل فروغ کا ذکر ہو چکا ہے (۴) اُزروئے عجت کھنی کرنے سے یا محض ٹھنڈک کے لئے کھنی کرنے سے یا مستحب و صنو کرتے وقت پانی کا اندر چلا جانا۔ (۵) اس خیال سے کھانا پینا کہ ابھی رات باقی ہے اور صبح صادق نہیں ہوئی اور تحقیق کے بغیر باوجود تمکّن کے لاپرواہی کرنا جبکہ بعد میں

معلوم ہو کہ صبح صادق ہو چکی ہے تو اس پر قضا لازم ہے اور اگر وقت معلوم کرنے کا اس کے پاس کوئی ذریعہ نہ ہو مثلاً وہ کسی تہہ خانہ میں قید ہو یا اندھا ہو اور وقت باقی سمجھ کر کھائے اور بعد میں معلوم ہو کہ وقت نہ تھا تو اس پر کچھ لازم نہیں۔ اس کا روزہ صحیح ہے۔

○ اگر کسی ایک شخص کی خبر پر اعتماد کرے اور اس کو عادل سمجھ کر اس کے بیان پر غذا کھائے۔ پھر معلوم ہو کہ وقت نہ تھا تب بھی صرف قضا لازم ہے۔

○ اگر کوئی شخص اس کو خبر دے کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور اس کی بات کو مذاق یا کذب سمجھتے ہوئے اس پر اعتماد نہ کرے اور کھانا کھائے۔ پھر معلوم ہو کہ وہ سچا تھا تو اس پر صرف قضا لازم ہے۔

○ اگر تاریکی، طوفان یا سیاہ بادل چھا جانے کی وجہ سے یہ گمان ہو کہ رات داخل ہو گئی ہے، اور وہ یقینی حالت معلوم کرنے پر قادر نہ ہو اور روزہ کھول دے، اور پھر اس کا خلاف ظاہر ہو تو اس پر صرف قضا لازم ہے۔

## موجباتِ قضا و کفارہ

○ اگر دو یا ایک عادل گواہی دے کہ صبح طلوع ہو گئی مگر وہ یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ گواہ جھوٹ یا مذاق میں ایسا کہہ رہے ہیں کھانے میں مصروف رہا اور پھر معلوم ہوا کہ ان کی خبر صحیح تھی تو اعوط ہے کہ قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے۔

○ اگر بادل یا طوفان وغیرہ کی تاریکی کے سبب گمان ہو کہ رات ہو گئی ہے اور وقت کا خیال کئے بغیر کھائے جبکہ وہ وقت کا صحیح علم حاصل کرنے پر قادر بھی ہو اور پھر معلوم ہو کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تب بھی اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

○ اگر کوئی فجر یہ خبر دے کہ رات داخل ہو گئی اور یہ بلا تحقیق روزہ افطار کرے جبکہ صحیح علم حاصل کرنے پر قادر بھی ہو اور پھر معلوم ہو کہ خبر جھوٹی تھی تو اس قضا و کفارہ دونوں

واجب ہوں گے۔

● قضا و کفارہ کے احکام پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ ان دونوں کی وجوہاً ثابت ہونے کا قاعدہ یہ ہے :-

اول :- جو شخص عمدتاً قے کرنے کے علاوہ دیگر مبطلاتِ روزہ میں سے کسی مبطل کو بجالائے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

دوم :- جاہل جو کوتاہی کرے اور باوجود وقت صحیح معلوم کرنے پر قادر ہو نیکی لاپرواہی کرے اس پر بھی یہ دونوں واجب ہیں۔

● قضا و کفارہ کا ساقط ہونا اس طرح ہے کہ جو شخص سہواً یا نسیاناً افطار کرے اس سے دونوں ساقط ہیں۔ دوم جس کو جبراً زبردستی کے ساتھ روزہ افطار کرایا جائے سوم جاہل قاصر جو شخصیل احکام کے وجوب سے نا آشنا ہے یا علم حاصل نہیں کر سکتا جیسے اکثر باویہ نشین چرواہے، شتر بان وغیرہ۔

## مسائل

● چار قسم کے روزوں میں کفارہ واجب ہے :-

I۔ ماہِ رمضان کے روزے

II۔ ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا میں جبکہ زوال کے بعد کوئی عمدتاً روزہ کو باطل کر دے۔

III۔ نذر معین میں

IV۔ اعتکاف کے روزہ میں

● اگر کوئی ماہِ رمضان کے کسی روزہ کی قضا میں زوال سے پہلے روزہ توڑ دے تو اس پر صرف

روزے کا اعادہ واجب ہے اور کفارہ نہیں ہے۔

● غیر معین دن میں مطلقاً نذر کا روزہ رکھ کر توڑ دینا یا واجب مطلق روزہ کا توڑ دینا جیسے

کفارہ کا روزہ اس کے لئے کفارہ نہیں ہے چاہے زوال سے پہلے توڑے یا بعد میں  
لیکن بلا ضرورت ان کو توڑنا نہیں چاہیے اور احوط ترک ہے۔

● میت کی نیابت میں روزہ رکھنے والے شخص پر کفارہ نہیں ہے چاہے وہ زوال سے  
قبل روزہ توڑے یا بعد میں۔

● حلال طریقہ سے ماہ رمضان میں روزہ توڑنے کا کفارہ تین قسم کا ہے:-

(۱) مومن آزاد کرنا۔ (۲) دو ماہ پے درپے روزے رکھنا۔ (۳) ساٹھ مسکینوں

کو کھانا کھلانا۔ مکلف ان تینوں میں جس طریقہ کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔

● حرام طریقہ سے روزہ توڑنے کی صورت میں تینوں کفارے ادا کرنا واجب ہے۔

مثلاً کوئی نشہ آور چیز، خنزیر کے گوشت یا زنا کے ساتھ (نعوذ باللہ) روزہ

باطل کرے تو اس کو تینوں قسم کے کفارے ادا کرنے ہوں گے۔

● اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں زوال کے بعد روزہ افطار کرے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلا

اگر اس سے عاجز ہو تو تین دن روزہ رکھے۔

● نذر معین کا روزہ نہ رکھنے کا کفارہ ماہ رمضان کے روزوں کی طرح ہے یعنی اس کو

اختیار ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ نمبر ۵ میں ذکر شدہ تینوں کفاروں میں سے جس

کو چاہے ادا کرے۔

● قسم کھانے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ان کو لباس دے یا

ایک مومن غلام آزاد کرادے اور ہر مسکین کو ایک مد کھانا کھلائے۔ ایک مد تقریباً

تین پاؤں کے برابر ہے۔

● احتیاطاً کفارہ کا کفارہ ماہ رمضان کے کفارہ کی طرح ہے۔

● وہ عاجز جو ایک یا تینوں کفارے ادا کرنے پر قادر نہ ہو وہ جس قدر ممکن ہو کفارہ ادا

کرے یا مع القدرت اٹھارہ روزے رکھے اور ان روزوں میں مسلسل شرط نہیں بلکہ پہلے

تین روزے متواتر رکھے پھر بقدر استطاعت تدریجاً رکھتا رہے۔

○ اگر کوئی شخص عاجز ہونے کی وجہ سے صدقہ دے یا اٹھارہ دن روزہ رکھے اور پھر غنمی ہو جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں۔ چونکہ اس نے بروقت واجب ہونے والا فریضہ ادا کر دیا۔

○ دو ماہ روزے رکھنے کے کفارہ کے متعلق یہ کافی ہے کہ پہلے ایک ماہ کے روزے پڑھنے رکھے پھر باقی ایام کے روزے تدریجاً روز رکھے۔

○ اگر ایک ماہ کے روزے مکمل کر کے دوسرے ماہ کے روزے رکھنے سے عاجز ہو تو اس کے بدلے صرف اٹھارہ دن کے روزے رکھے۔

○ اگر کفارہ یا اس کا بدلہ ادا کرنے سے عاجز ہو تو صرف اسی دن کے روزے کی قضا بجالائے اور کفارہ ادا نہ کر سکنے پر توبہ و استغفار کرے۔ اللہ اس سے کفارہ ساقط کر دے اور اللہ ہی گناہوں کو معاف فرماتے والا ہے اور استغفار ہی عاجز و مسکین کے لئے کفارہ ہے۔

○ شیخ مفید نے اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر کے ذریعے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص روزے، تدریجاً، قسم، قتل کے کفارات ادا کرنے سے عاجز ہو اس کے لئے استغفار کافی ہے البتہ ظہار کا کفارہ کسی طرح بھی ساقط نہیں ہو سکتا۔ نیز اگر عاجزی کے ساتھ استغفار کرنے کے بعد قدرت حاصل ہو جائے تو لازم نہیں کہ کفارہ بھی بجالائے۔

○ اگر کوئی عورت پہلے جان بوجھ کر روزہ فاسد کر دے اور اس کے بعد اس کو حیض آجائے یا اسی روزہ پتہ بننے تو بھی کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ ہاں البتہ اگر کسی بیماری کی وجہ سے پہلے روز کھول لے اور کوئی عذر شرعی ہو جائے تو کوئی کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہوگی۔

○ اگر مکلف روزہ دار ماہ رمضان میں ایک مرتبہ حلال مجامعت کرے تو اس پر صرف ایک ہی کفارہ ہے اور اگر دو مرتبہ کرے تو دوبارہ کفارہ ہوگا۔ اسی طرح مجامعت کی تعداد کے

مطابق کفارات عائد ہوں گے۔

● ایک مرتبہ حرام مجامعت کرے تو اس پر تینوں کفارات واجب ہوں گے۔ اسی طرح جتنی مرتبہ حرام مجامعت کرے گا اتنی بار تین تین کفارات واجب ہوتے چلے جائیں گے۔

● حیض کی حالت میں جماع کرنا بھی تینوں کفارات کا موجب ہے اگرچہ اس کی حرمت عارضی ہے۔

● اگر ایک مرتبہ جماع کرے اور پھر دیگر تمام مفطرات بھی استعمال کرے روزہ توڑے تب بھی اس پر صرف ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔

● اگر جماع کے علاوہ کسی اور مفطر کے ذریعہ سے روزہ باطل کرے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے اگرچہ مفطرات کا استعمال متکرر کرے۔

● اللہ، رسول اعظمؐ، انبیاء علیہم السلام و آئمہ معصومین علیہم السلام پر کذب تراشنا حرام ہے اور اس سے روزہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔

● مسافر حد ترخص سے تجاوز کرنے کے بعد روزہ افطار کرے۔ اگر پہلے کرے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

● جو عمدًا اور جان بوجھ کر روزہ باطل کرے اس پر پچیس کڑوں کی تعزیر جاری کی جائے گی۔

● اگر شوہر و زوجہ روزہ کی حالت میں برضا و رغبت مجامعت کریں تو دونوں پر کفارہ و تعزیر جاری ہوگی۔

● اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو جماع پر مجبور کرے تو اس کا کفارہ بھی شوہر ہی پر واجب ہوگا یعنی وہ دو کفارے ادا کرے گا اور بیوی کی تعزیر بھی اس کے شوہر پر جاری کی جائے گی اور بیوی پر کوئی قضا و کفارہ نہ ہوگا۔

● اگر بیوی اپنے شوہر کو جماع پر مجبور کرے تو اس پر اپنا کفارہ اور تعزیر ہوگی وہ اپنے

شوہر کے کفارہ و تعزیر کو برداشت نہ کریگی اور شوہر پر کچھ لازم نہیں۔

● اگر شوہر اپنی زوجہ کو زبردستی جماع پر مجبور کرے تب بھی اس پر دو کفارے اور دو تعزیریں واجب ہوں گی اگرچہ وہ اثناء عمل میں خود بھی راضی ہو جائے۔

● اگر زوجہ شروع میں موافقت کرے لیکن اثناء عمل میں مخالف ہو جائے تب بھی اس سے کفارہ و تعزیر ساقط نہ ہوگی۔

● اس امر میں زوجہ دائمہ اور زوجہ منقطعہ یعنی نکاح منقطع کے لحاظ سے زوجہ کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔

● عذر شرعی کے تحت روزہ افطار کرنے والے پر حرام ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو جماع پر مجبور کرے۔ اگر وہ مجبور کرے گا تو اس سے کفارہ اور تعزیر کا متحمل نہ ہوگا اور دونوں پر کچھ لازم نہیں ہے نہ کفارہ نہ تعزیر۔ اگرچہ فی الواقع یہ عمل حرام اور گناہ کبیرہ کا موجب ہوگا۔

● اگر کوئی دیوانہ شخص اپنی زوجہ کو جبراً جماع پر مجبور کرے تو زوجہ پر کچھ نہیں لیکن اگر وہ بھی راضی ہو تو اس پر قضا و کفارہ ہوگا۔

● جو شخص غروب شرعی کے وقت کسی حرام چیز سے روزہ افطار کرے تو اس کا روزہ باطل نہ ہوگا اگرچہ اس کو فقط حرام کھانے سزا دی جلتے گی۔

● کفارہ کھانا کھلانے کا معیار یہ ہے کہ مساکین کھانے سے سیر ہو جائیں یا ان میں سے ہر ایک کو ایک مد دیا جائے چاہے وہ کھانا روٹی ہو یا کھجور یا چاول یا گندم یا جو۔

● احوط ہے کہ ہر مسکین کو ایک مرتبہ کھانا دیا جائے یا بلا تکرار اس کو صرف ایک مد دیا جائے۔

● اگر مسکین کے عیال بھی ہوں تو ان کی تعداد کے مطابق ان کو کھانا دیا جائے۔



# کفارہ کے روزے

یہ روزے چار قسم پر مشتمل ہیں :-

**قسم اول :-** جہاں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے اور دو ماہ مسلسل روزے رکھنے کے علاوہ ایک مومن غلام آزاد کرنا واجب ہے۔ اس کے دو مقام ہیں :-  
 اول :- جب کوئی ماہ رمضان میں عمداً جان بوجھ کر روزہ باطل کرے۔  
 دوم :- اور جو کسی مومن کو عمداً قتل کر دے۔ اس کے تفصیلی احکام ویت وغیرہ کی بحث میں آئیں گے۔

**دوم :-** جہاں دوسری صورت سے عاجز ہونے کی وجہ سے روزے واجب ہیں۔ اس کے چھ مقامات ہیں :-

● جو کسی مومن کو از روئے خطا قتل کر دے اور اس کے کفارہ میں ایک مومن غلام آزاد نہ کر سکے تو واجب ہے کہ دو ماہ پے درپے روزے رکھے۔  
 ● جو اپنی زوجہ سے ظہار کرے اور مومن غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اس کیلئے بھی واجب ہے کہ دو ماہ پے درپے روزے رکھے۔

**سوم :-** جو شخص ماہ رمضان کے روزوں کی قضا میں روزہ رکھتے ہوئے زوال کے بعد روزہ باطل کر دے تو اس پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے۔ اگر اس سے عاجز ہو تو تین دن روزے رکھے۔

**چہارم :-** قسم کھانے کا کفارہ ، پس جو شخص دس مسکینوں کو کھانا کھلانے اور پوشاک دینے یا ایک مومن غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو تو اس کے عوض تین روزے رکھے گا۔

**پنجم :-** جو شخص غروب آفتاب سے قبل عرفات سے چل پڑے اور ایک قربانی دینے سے عاجز ہو وہ اٹھارہ دن روزے رکھے گا۔

**ششم :-** صبح کے احرام باندھنے کی حالت میں شکار کھیلنے کے کفارہ کے روزے جن کے احرام کتاب الحج میں بیان کئے جائیں گے۔

**قسم سوم :-** وہ مقام جہاں پر روزے واجب ہیں مگر وہاں پر مکلف کو اختیار ہے کہ روزے رکھے یا ایک مؤمن غلام آزاد کرے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس کا تحقق پانچ مقامات پر ہوا کرتا ہے۔

۱- جو شخص ماہ رمضان میں حلال طریقہ سے روزہ توڑے۔  
۲- نذر ادا کرنے کا کفارہ۔

۳- عہد شکنی کا کفارہ۔

۴- اعتکاف کا کفارہ۔

۵- احرام کی حالت میں سر منڈوانے کا کفارہ۔

اور بعض علماء نے یہ کفارہ اس عورت کے لئے بھی بیان کیا ہے جو اپنے سر کے بال مونڈ دے۔

● جو اپنی حرام کینتر سے مجامعت کرے اگر اس کے بدلے کفارہ دینے سے عاجز یعنی پہلے گاتے یا پھر بکری کی قربانی نہ کر سکے تو تین دن روزہ رکھے گا۔

## نماز عشاء پر بغیر سوچا نیک کفارہ

● جو شخص غفلت کی وجہ سے نماز عشاء پڑھے بغیر سوچا نئے اور اس کا وقت فوت ہو جائے تو اسی صبح کو روزہ رکھے یہ اس کا کفارہ ہوگا۔

● عمدًا نماز عشاء ترک کرنے پر یہ کفارہ نہیں چاہئے عمدًا سوئے یا نہ سوئے۔

- جو اس دن افطار کرے یعنی روزہ نہ رکھے تو اس پر اسکی قضا واجب نہیں ہے۔
- جو اس دن سفر پر چلا جائے اور روزہ نہ رکھے اس پر بھی اس روزہ کی قضا واجب ہے چاہے اس کا سفر ضروری ہو یا نہ ہو۔
- اگر واجب روزہ رکھنا ہو تو واجب ہے کہ سفر نہ کرے بشرطیکہ سفر ضروری نہ ہو۔
- اگر اس دن رمضان کا روزہ یا نذر معین کا روزہ ہو تو یہ روزہ اس روزے میں داخل ہو جائے گا۔
- اگر اس دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ آجائے اور منیٰ میں آیام تشریق آجائیں یا ایسی بیماری آجائے جو موجب افطار ہو یا عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو اس سے روزہ ساقط ہوگا اور افطار کرنا واجب ہوگا۔

## اہم مسائل روزہ

- مذکورہ بالا روزوں میں پئے درپئے روزے رکھنا واجب ہے سوائے چار مقامات کے
  - ۱- قضا کا روزہ۔
  - ۲- نذر عہد قسم کا روزہ۔
  - ۳- احرام کی حالت میں شکار کا روزہ
  - ۴- حج میں قربانی نہ کر سکنے کا روزہ جو دس دن ہے تین مکہ میں اور سات وطن میں۔
- جو شخص ان مسلسل رکھے جانے والے روزوں میں کسی عذر کی وجہ سے افطار کرے مثلاً عورت کو حیض آجائے تو زوال کے عذر کے بعد وہیں سے روزے شروع کرے جہاں سے روزے پھوڑے تھے۔ مثلاً اگر اٹھارہ روزے واجب تھے اور نو روزے رکھ کر بیمار ہو جائے یا عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو عذر دور ہونے کے بعد مزید نو روزے ہی رکھے گا۔

● تین دن کے کفارہ کے روزوں میں اگر کوئی عذر واقع ہو جائے تو احتیاط یہ ہے کہ از سر نو شروع کرے اور مسلسل بلا ناغہ تین روزے رکھے سوائے حج کی قربانی کے بد تین روزوں کے جو عید سے قبل دو روزے رکھنا چاہے تو وہ تسلسل عید کی وجہ سے منقطع ہو جائے گا۔ چونکہ عید کے دن روزے رکھنا حرام ہے اور ایام تشریق کے بعد تین روزے رکھے گا۔

● اگر تسلسل کے دوران بلا عذر روزہ توڑے تو اس پر واجب ہے کہ از سر نو شروع کرے۔

● اگر کسی پر کل ایک ماہ کے روزے ہوں تو پندرہ روزے مسلسل رکھنے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ باقی آیام میں ناغہ کر کے روزے رکھے۔

● جس شخص پر مسلسل روزے واجب ہوں تو اس پر واجب ہے کہ ایسے دنوں میں روزے شروع نہ کرے جہاں انقطاع کا خطرہ ہو۔ مثلاً یکم ذی الحجہ چونکہ دس ذی الحجہ عید الاضحیٰ کو روزے رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح جن پر روزہ فاد کے مسلسل روزے واجب ہیں وہ شعبان میں شروع نہ کرے۔ چونکہ رمضان میں خود رمضان کے روزے واجب ہوں گے بلکہ اول رجب سے شروع سے شروع کرے تاکہ کم از کم آٹھ تیس روزے رکھ سکے۔

## حرام روزوں کی قسمیں

حرام روزے کی آٹھ قسمیں ہیں:-

- ۱۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ۔
- ۲۔ ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کا روزہ اس شخص کیلئے جو منیٰ میں ہو۔
- ۳۔ شک کے دن ماہ رمضان کی نیت سے شعبان کی آخری تاریخ کا روزہ۔
- ۴۔ گناہ کرنے کی نذر ماننے کا روزہ۔

- ۵۔ خاموشی کا روزہ۔  
 ۶۔ مسلسل چوبیس گھنٹے کا روزہ اور بعض کے نزدیک صوم اوصال یہ ہے کہ دو دن ایک رات مسلسل روزہ۔  
 ۷۔ شوہر کی عدم رضامندی یا عدم اجازت کے ساتھ عقیدت کا سنتی روزہ رکھنا۔ چاہے شوہر حاضر ہو یا غائب اور چاہے عورت دائمی عقد سے زوجہ ہو یا منقطع کے عقد سے اسی طرح غلام کا اپنے آقا کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا بھی اسی حکم میں ہے۔  
 ۸۔ سفر کے دوران واجب روزہ۔

## مستحب کی قسمیں

● ہر ماہ کی ابتدائی تین تاریخوں کے روزے مستحب ہیں۔ عشرہ اولیٰ کی پہلی خمیس اور عشرہ اخیرہ کی آخری خمیس عشرہ وسطیٰ کی پہلی بدھ۔ چونکہ ایک حدیث میں ہے کہ ان ایام میں روزے رکھنا تمام زمانہ روزے رکھنے کے برابر ثواب رکھتا ہے اور جو ان کو ترک کرے اس کے لئے قضا کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر قضا، مرض کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے تو قضا نہیں اور جو اس سے عاجز ہو وہ ہر روزے کے عوض ایک درہم یا ایک مد رکھنا مستحب ہے۔

● ہر ماہ کی تیرہ پچودہ اور پندرہ تاریخ قمری کو روزے رکھنا مستحب ہے۔

● عید غدیر کا روزہ جو اللہ کی عید اعظم ہے جیسا کہ حدیث میں آیا اور حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ غدیر کے روزہ کا ثواب دنیا کے روزوں کے برابر ہے اور اس کا روزہ اللہ کے نزدیک ہر سال ایک سوچ اور سو عمرہ مقبولہ کے برابر ہے اور

اس روزہ پر کھلانا بہترین عبادت اور خوبصورت ترین اطاعت خداوندی ہے۔

● سترہ ربیع الاول کا روزہ چونکہ اس تاریخ کو آنحضرت صلعم کا یوم ولادت ہے اور ایک

صحیح السنن روایت کے مطابق بارہ تاریخ بھی ملتی ہے۔ لہذا دونوں دن روزہ رکھنا خوب تر ہے۔

● ماہ ذیقعدہ کی پچیس تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے چونکہ اس دن اللہ نے زمین کا فرش بچھایا۔ اس دن کو یوم وحوالارض کہتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق اس تاریخ کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ کی ولادت بھی ہے۔

● اول ذوالحجہ اور آٹھ ذوالحجہ الترویہ کا روزہ۔

● عرفہ کے دن کا روزہ جو نذوی الحجہ ہے لیکن شرط ہے کہ وہ روزہ کی وجہ سے اتنا کمزور نہ ہو جائے کہ اس دن کی بہت ساری دعائیں پڑھنے سے محروم رہ جائے۔

● مبادلہ کے دن کا روزہ جو کہ سچو بیس ذوالحجہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اس تاریخ کو جناب امیر المؤمنینؑ نے رکوع کی حالت میں انگوٹھی کا صدقہ دیا اور بروایت ۲۵ ذوالحجہ بھی مبادلہ ہے۔

● نوروز کے دن کا روزہ۔

● دسویں محرم کے دن حضرت سید الشہداء علیہ السلام اور ان کی اولاد و اصحاب یرغم کا اظہار کرتے ہوئے فاقہ کرنا چاہیے اور عصر کے وقت پانی کے ایک گھونٹ سے فاقہ توڑ دے۔

● رجب کے پورے مہینے میں روزے رکھنا یا بقدر استطاعت و اختیار روز رکھنا مستحب ہے۔

● پندرہ رجب کا روزہ۔

● ماہ شعبان کے مکمل ماہ کے روزے رکھنا یا بعض ایام چونکہ ان دنوں مہینوں میں روزے رکھنے کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں جو دعواؤں کی کتب میں مذکور ہیں۔

● ہر چوبیس ادا ہر جمعہ کو روزہ رکھنا چونکہ مبارک دن ہے۔ ان میں نیکیاں دگنی ہوتی ہیں۔

● مستحب روزہ میں جب چاہے روزہ کھول سکتا ہے مگر زوال کے بعد افطار کرنا مکروہ ہے۔

## جہاں امساک کرنا مستحب ہے

- حیض والی عورت اگر فجر کے بعد پاک ہو یا غروب سے پہلے حالتِ قضا ہو تو غروب تک کھانے پینے سے رُکے رہے یہ مستحب ہے۔
- نفاس والی عورت اگر فجر کے بعد پاک ہو یا پچھلے صبح اور غروب سے قبل خون دیکھے۔
- مقررہ اوقات میں دیوانہ ہو جانے والا شخص اگر صبح کے بعد تندرست ہو جائے یا ہوش متھاا اور وہ ہوش میں آجاتے۔
- مریض اگر زوال سے قبل صحت مند ہو جائے اور کوئی چیز نہ کھائی پی ہو تو روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔ اسی طرح کافر صبح کے بعد اسلام لائے تو مغرب تک امساک کرے۔
- مسافر اگر اپنے اہل و عیال شہر یا محل آئے چاہے زوال سے قبل یا بعد تو امساک کرے یعنی کھانا پینا ترک رکھے۔

## مکروہ روزہ کی اقسام

- عرفہ کے دن کا روزہ اس شخص کے لئے جس کو ذی الحجہ کا چاند دیکھنے میں شک ہو جبکہ یہ اندیشہ ہو کہ وہ عید الاضحیٰ سے متصادم نہ ہو جائے، اور اس شخص کے لئے بھی مکروہ ہے جو اس دن کی کثیر اوجیہ کے پڑھنے سے عاجز ہونے کا احتمال رکھتا ہو۔
- سفر میں مستحب روزہ رکھنا، سوائے اتنی روزوں کے جو کہ مسجد نبویؐ میں رکھے جاتے ہیں۔ جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔
- اولاد کو والد کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا۔
- مہمان کا میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا۔

# روزہ دار کے مکروہات

- پھولوں کا سونگھنا خصوصاً نرجس اور کستوری کا سونگھنا۔
- تر کپڑا پہننا۔
- ائمہ اطہار علیہم السلام کے مرتبے یا مدحیہ قصائد کے علاوہ عام اشعار پڑھنا۔ معصومین کے متعلق اشعار ہر وقت اور ہر زمانہ میں مستحب ہے۔
- ناک میں ایسی دوا ڈالنا جو حلق تک اثر انداز نہ ہو اور وہاں سے پیٹ تک پہنچے۔ ورنہ اگر کوئی عمداً جان بوجھ کر دوا پیٹ میں داخل کرے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔
- حلال عورت کو چھو نا، بوسہ دینا، اس سے پھیٹر چھاڑ کر نا چاہے، اس سے حرکت شہوت پیدا ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر مقصد یہ ہو کہ انزال ہو جائے تو مبطل روزہ ہے اور موجب کفارہ و قضا بھی ہے۔
- حمام میں داخل ہونا جبکہ اس سے یہ اندیشہ ہو کہ کمزوری پیاں ہوگی ورنہ صرف حمام میں جانا روزہ کی حالت میں مکروہ نہیں ہے۔
- بدن سے اتنا خون نکالنا جس سے ضعف پیدا ہو چاہے لگوانے سے یا شتر زنی سے
- ایسا سرمہ استعمال کرنا جس میں کستوری یا ایلو اے ملا ہو یا حلق تک اثر انداز ہو۔
- عورت کا پانی میں بیٹھنا ہو۔

## زکوٰۃ فطرہ کا بیان

### شرطِ اوّل :-

- بلوغ و عقل پسینے اور محنون پر تکلیف شرعی نہیں ہے۔

● جو شخص شوال کا مہینہ داخل ہونے سے پہلے ہی بیہوش ہو جائے اور نماز عید تک بیہوش رہے اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

## شَرَطِ دَوْم :-

● آزادی پس غلام پر فطرہ واجب نہیں۔ اس سلسلہ میں غلام کی تمام اقسام برابر ہیں۔  
● مکاتب مطلق غلام پر اسی قدر فطرہ واجب ہے جس قدر وہ آزاد ہے اور جس پر اس کی غلامی باقی ہے اس کا فطرہ مالک پر ہے جب وہ کسی غیر کے عیال میں نہ ہو۔

## شَرَطِ سَوْم :-

● غنی ہونا۔ لہذا فقیر پر فطرہ واجب نہیں ہے۔  
● فقیر وہ ہے جو فعلاً یا بالقوۃ سال بھر کی غذا نہ رکھتا ہو، نہ اپنی نہ اپنے اہل و عیال کی۔  
● اگر شوہر کی زویہ تو نگرہ ہو اور اپنے مال سے بسر اوقات کرتی ہو اور اپنے شوہر کی محتاج نہ ہو تو وہ اپنا فطرہ خود ادا کرے گی اور اسی پر واجب ہے۔  
● فطرہ کی نیت فطرہ نکالنے والے پر واجب ہے یا جو مالک کی طرف سے وکیل ہو اس پر واجب ہے لینے والے پر واجب نہیں۔

● جو شخص شوال کا چاند نکلنے سے قبل بالغ ہو جائے یا کافر ہو اور اسلام لے آئے یا فقیر ہو اور غنی ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب ہے۔

● اس شخص پر فطرہ مستحب ہے جو غروب کے بعد بالغ ہو جائے یا اسلام لائے یا بیہوشی سے آفاقہ پائے۔

● اگر کوئی تو نگرہ کسی ناگہانی حادثہ کی وجہ سے رمضان کی آخری تاریخ کو غروب سے پہلے فقیر ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

## وجوب فطرہ کا وقت

● فطرہ صبح صادق طلوع ہونے سے واجب ہوتا ہے نماز عید تک واجب رہتا ہے۔

- اگر اُس وقت تک فطرہ نہ تکالے تو وہ فطرہ شمار نہ ہوگا بلکہ صدقہ غیر واجبہ قرار پائے گا۔
- اگر فطرہ عید کی نماز سے پہلے تکالے تو ظہر تک ادا کر دینے میں کوئی مانع نہیں۔
- وقتِ وجوب سے پہلے مستحق کو فطرہ نیت سے کوئی چیز دینا جائز نہیں ہے۔
- اگر وقت سے پہلے کسی مستحق کو کچھ دینا پسند کرے اور چاہے کہ وہ عطیہ فطرہ سے شمار ہو تو دل میں قرضِ حسنہ کی نیت بدل لے۔
- مستحق کا انتظار کرنے کیلئے فطرہ آخر سوال تک بھی ادا ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ عید نماز سے پہلے تکالے کر لیا گیا ہو اور بوقتِ مستحق نہ مل سکے۔
- اگر بوقتِ مستحق نہ مل سکے اور مستحق تک پہنچانا ناممکن ہو اور وہ فطرہ کو محفوظ رکھے اور پھر ضائع ہو جائے تو وہ ضامن نہ ہوگا۔
- اگر مستحق موجود ہونے کے باوجود تاخیر کرے اور اس تک پہنچانے پر بھی قادر ہو مگر تساہل کرے اور فطرہ ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔
- فطرہ کو اپنے شہر سے باہر منتقل کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر اپنے شہر میں مستحق نہ ہو تو منتقل کر سکتا ہے اور اگر کوئی مستحق ہونے کے باوجود منتقل کرے اور تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہ ہوگا۔
- اگر شہر میں مستحق نہ ہو اور دوسرے شہر بھیج دے اور راستہ میں ضائع ہو جائے تو ضامن ہوگا۔
- اگر فطرہ باہر ہی پھینکا پڑے تو قریب ترین شہر کا لحاظ کرنا چاہیے۔

## مستحق فطرہ کا بیان

- فطرہ کا مستحق وہی ہوگا جو زکوٰۃ کا مستحق ہے یعنی ہر وہ مسلمان جو مؤمن ہو اور چہارہ معصومین کے فضائل کا معتقد ہو اور بارہ اماموں کی ولایت کا قائل ہو اور منکر فضائل نہ ہو۔

○ اگر اس صفت کا مستحق نہ مل سکے تو ضعیف الاعتقاد مسلمان کو دینا جائز ہے مگر شرط ہے کہ اہل بیت سے عناد نہ رکھتا ہو۔

○ مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ خود ہی فطرہ مستحق کو دیدے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ اگر امام معصوم موجود ہوں تو ان کو دیدے اور ان کی غیبت میں شیعہ امامیہ فقہاء مجتہدین عظام کو دے اور اس کو ترک نہ کرے اور یہی احوط ہے۔

○ فقیر کو ایک یا متعدد فطرے دیے جاسکتے ہیں جس سے اسکی حاجت پوری ہو سکے۔

○ پہلے اہل فضل و معرفت کو مقدم سمجھے ان کے بعد عزیز واقارب اور پھر پڑوسیوں کو اور ان کو فطرہ دے۔

○ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم نہ دے۔ لیکن اگر فقیر اور زیادہ ہوں اور فطرہ کم ہو تو کم دے سکتا ہے۔

## فطرہ کی جنس اور مقدار

○ فطرہ چار جنسوں میں سے دیا جاسکتا ہے :-

۱- کھجور ۲- انگور ۳- گندم ۴- جو

کھجور سب سے افضل ہے پھر انگور چونکہ یہ حاضر اور قوی غذا ہیں ان کو براہ راست زیادہ استعمال کرنا آسان ہے۔

○ مندرجہ ذیل اجناس کی قیمت بھی بطور فطرہ دینا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ جو غذا اثنائے سال میں زیادہ استعمال ہو اس میں سے فطرہ نکالے۔

○ اس کی مقدار ایک صاع ہے اور ایک صاع میں چھ سو چودہ اور ۱/۲ مشقال ہوتے ہیں۔ یہاں تک روزہ کے احکام تمام ہوئے اور اللہ ، مُحَمَّدٌ اور ان کی پاک و طاہر آل پر درود و سلام بھیجے اور ان کے تمام دشمنوں پر لعنت ہو۔

# عید کے چاند کا اختلاف

اور اُس کا

## شرعی حل



● بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ تمام ممالک میں ”روزِ عید“ اور ”لیلۃ القدر“ یکساں طور پر ایک ہی دن میں ہوں گے۔ ایسا نہیں کہ ایک ہی ملک میں عید پہلے ہو اور دوسرے ملک میں بعد میں چاند نظر آئے۔

چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اس میں غور و خوض کرنا ضروری ہے تاکہ استنباط کی قوت رکھنے والے اور اہل ذوق مجتہدین اس کا حل تلاش کر سکیں۔

یہ کہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے کہ رُدتے زمین پر عید کا دن ہی ہو اور نسیئۃ القدر ایک ہی شب میں ہو۔ بلکہ دونوں کے لئے دو دن اور دو راتیں ضروری ہے۔ چونکہ آپ جانتے ہیں کہ زمین گول ہے اور اس کی حرکت و منصفیہ جو بیس گھنٹے جاری رہتی ہے۔ اگر سورج مشرقی ممالک میں طلوع ہو رہا ہوتا ہے تو مغربی ممالک میں غروب ہوتا نظر آتا ہے۔

مثلاً کویت میں عید کے دن کا سورج طلوع ہوتا ہے اور ہمارے ہاں اس کی گذشتہ شب ہلالِ عید نظر آتا ہے تو اُس وقت وہ امریکی ریاست سان فرانسسکو اور اس کے گرد و فواح کے امریکی شہروں میں غروب ہو رہا ہوتا ہے اور وہاں اس وقت تک مسلسل رات رہتی ہے جب تک کہ کویت میں سورج غروب ہو جاتا ہے۔

پس جب ہمارے ہاں عید کا سورج غروب ہوتا ہے تو ان پر اسی روز طلوع

نہیں ہوتا۔

خصوصاً فضل خریف اور سَرا کے اوائل میں جبکہ راتیں لمبی ہوتی ہیں تو ہماری صبح سے عشاء تک وہاں مسلسل رات چھائی رہتی ہے بلکہ اس سے بھی طویل رات ہوتی ہے۔ پس جب ہمارے ہاں نماز پڑھنے والا عید کے روز دُعا قنوت پڑھ رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے :-

حَدِّ اَوْقَدَا ! میں تجھے اس دن کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جس کو تُو نے مسلمانوں کیلئے عید قرار دیا ہے تو اس دُعا اور اس دن کے اندر یقیناً وہ لوگ شریک نہیں جو وہاں رہتے ہیں۔ چونکہ ان کو عید ہمارے عید کے دن گزرنے کے بعد شروع ہوگی جبکہ ہمارے ہاں رات شروع ہوگی اور ان کے ہاں دن شروع ہوگا جو ان کے لئے روزِ عید شروع ہوگا۔ لہذا مسلمانوں کیلئے حتمی طور پر دو عیدیں قرار پائیں گی۔

اسی طرح ”لیلۃ القدر“ پس ہمارے ہاں ۲۳ رمضان کی رات اُس وقت ہوگی جب اُن کے ہاں ۲۲ رمضان کا یا ۲۴ دن کا ہوگا اور ان کے ہاں سورج غروب ہونے سے قبل ہمارے ہاں طلوع ہوگا خصوصاً جبکہ ان کے ہاں ہماری رات تک دن چھایا رہے گا۔ یہ اختلاف ممکن ہے کہ صرف مشرقی کمرہ میں ہو اور اس کے مشرق و مغرب میں

ایسا واقع ہو۔

مثلاً :- محیط اٹلانٹیک اطلسی پیرانہ لقیہ کی بندرگاہ طنجبہ میں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو محیط کبیر کے بعض جزائر میں اسی وقت غروب ہوتا ہے اور محیط کبیر جاپان اور فلپین مشرقی ایشیا میں ہے یا ان کے ہاں جب سورج طلوع ہوتا ہے، اور وہ ان بعض جزائر میں دن شروع ہوتا ہے۔ اور بہر حال ہمارے لئے دو عیدیں اور لیلۃ القدر کی دو راتیں ہیں اور جو احادیث اس سلسلہ میں ان علماء نے پیش کی ہیں کہ عید ایک ہی ہے تو ان کی تاویل بھی ہو سکتی ہے اور ان کے مفہوم میں مناقشہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ معصومین نے ان احادیث کو ان لوگوں کے سامنے اور ان کیلئے فرمایا جبکہ مغربی کمرہ کا انکشاف نہ ہوا تھا اور وہ نگاہوں سے اوجھل تھا اور مسلمانوں کی آبادیاں ایک دوسرے سے نزدیک تھیں۔ ان کا کلام انہی نسبت سے ہے۔ اے عزیزو! ہمیں ان احادیث میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں چونکہ عیاں راجح بیان

کا مصداق سامنے ہے۔

ہم ان احادیث کے بارے میں لب کشائی نہیں کرتے چونکہ معصومین ان کے حقائق سے زیادہ آگاہ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے لیلۃ القدر کی وحدت منطقہ حجاز کے ساتھ مخصوص ہو جہاں آنحضرت صلعم پر قرآن مجید نازل ہوا۔ اور عید بھی اس طرح ہو اور اللہ بعد میں لینے والے شہروں کو لیلۃ القدر کا ثواب دے دے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ان کی عید ہمارے دن سے ہرگز موافقت نہیں کرتی۔ کیا وہ دن ہماری رات کے ساتھ ہے اور ہمارے دن سے عید کا چاند نظر آیا، ان کے ہاں یقیناً نظر نہیں آیا۔ اور وہ سورج کے آگے تیس منٹ نظر نہیں آیا اور وہ تیس منٹ غائب ہو گیا۔

مثلاً یا ان کی رات ہمارے دن کے ساتھ ساتھ ہے۔ کیا ہماری ان کی عید ہوگی۔ ہم اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

حقیر نے اپنے عربی اور فارسی رسالہ عملیہ میں ایک کلام کا ذکر کیا ہے جو میرے سو کسی عالم نے بیان نہیں کیا۔ اور وہ یہ ہے کہ چاند مشرقی ممالک میں نظر آجائے تو مغرب ممالک میں بدرجہ اولیٰ اس کا وجود و ظہور ثابت ہوگا۔ مغرب والوں کو نظر آئے یا نہ آئے۔

مثلاً اگر چاند کویت میں بشرط رویت ثابت ہو گیا تو عراق اور مصر میں بھی یقیناً ثابت ہوا اور اس کے برعکس نہیں کہ اگر مغرب میں نظر آجائے تو مشرق میں بھی اس کا وجود ثابت ہو ایسا ہرگز نہیں ہے اس کی وجہ اہل فن کو معلوم ہے جو محتاج بیان نہیں ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ختم شد

(دکاتب شریف قادری۔ قادری کتابت سنٹر کبیر نزل ایس پور بازار فیصل آباد)



# درسگاہ فاطمہ ہراء کا شاندار نتیجہ

سرگودھا بورڈ کے ادیب عربی کے امتحان ۱۹۸۲ء میں ادارہ کی ہونہار طالبہ کی نمایاں اور عظیم کامیابی

سیدہ نجمہ تقویٰ - سیدہ فرحت تبول تقویٰ اور سیدہ نجمہ راہیل تقویٰ نے بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کر کے درسگاہ فاطمہ ہراء کے بلند تعلیمی معیار اور اسلوب درس و تدریس کا لوہا منوالیا



مومنین و مومنات! درسگاہ فاطمہ ہراء برائے خواتین کی بنیاد تین سال قبل حضرت آیتہ اللہ العظمیٰ الحاج میرزا حسن الحائری الاحقافی کے امر سے ممتاز صنعتی شہر فیصل آباد میں رکھی گئی تھی۔ اس قلیل عرصے میں اس ادارے نے شیعہ خواتین کو جو شعور بخشا ہے اور امامیہ طالبات میں خالصتاً دینی، مذہبی تعلیم کا شوق پیدا کیا ہے وہ آپ پر بخوبی عیاں ہے۔ درسگاہ فاطمہ ہراء میں شیعہ دختران و خواتین کو بہترین طریقے سے نہ صرف دینی مذہبی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ بورڈ کے علوم شرفیہ کے امتحانات بھی پاس کراتے جاتے ہیں۔ نومبر ۱۹۸۲ء میں درسگاہ فاطمہ ہراء کی چھ طالبات نے ادیب عربی کا امتحان دیا تھا اور درسگاہ فاطمہ ہراء کیلئے یہ بات موجب فخر ہے کہ چھ کی چھ طالبات نہ صرف نمایاں نمبر لیکر کامیاب رہیں بلکہ طالبانے بورڈ کی پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کر کے درسگاہ فاطمہ ہراء کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کے علاوہ سیدہ میمنہ فرح و س کاظمی، سیدہ سجادہ کلثوم تقویٰ اور ویدیتہ شاہین نے بھی بہترین نمبر لیکر ادیب عربی کے امتحان کو پاس کیا۔ درسگاہ فاطمہ ہراء اپنی بچیوں کو بھی دینی مذہبی تعلیم اور محمد و آل محمد کے حقائق کی آشنائی کی دعوہ دیتا ہے۔ ادارہ ہفت روزہ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو درسگاہ فاطمہ ہراء کا گولڈ میڈل دیا ہے۔ ۱۹۸۵ء کیلئے داخلہ جاری ہے والدین فروری رابطہ کر کے

الداعی فی الخیر صلیحہ ناز و دختر مبلغ اعظم پرنسپل درسگاہ فاطمہ ہراء خیابان کالونی ۲۱۳ فیصل آباد پون ۶۶۰